وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

تيسير الكريم الرحمن
في تفسير كلام المنان

المعروف

تفسير السعدي (اردو)

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❋❋❋ تنبیہ ❋❋❋

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض * جدہ * شارجہ * لاہور
لندن * ہیوسٹن * نیو یارک

DARUSSALAM

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون : 4033962 - 4043432 (00966 1) فیکس: 4021659
ای میل: darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون و فیکس: 4614483

جدہ فون و فیکس : 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551
شارجہ فون : 5632623 فیکس: 5632624 (009716)

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com
② اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: 5217645 (0044 208)
ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (001 713) نیویارک فون: 6255925 (001 718)
Website: http://www.dar-us-salam.com

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

تیسیر
الکریم الرحمن
فی تفسیر کلام المنان
(اردو ترجمہ)

پارة نمبر تیره 14

مفسر قرآن: فضیلۃ الشیخ **عبدالرحمان بن ناصر السعدی** رحمہ اللہ

تحقیق: عبدالرحمان بن معلا اللویحق حفظہ اللہ

ترجمۃ القرآن: **حافظ صلاح الدین یوسف** حفظہ اللہ

ترجمۃ التفسیر: **پروفیسر طیبب شاہین لودھی** حفظہ اللہ

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمانِ الٰہی

وَقَالَ الرَّسُوْلُ

يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور رسول (ﷺ روزِ قیامت) فرمائیں گے :

"الٰہی! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔"

(الفرقان: ۲۵/۳۰)

فرمانِ نبوی

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ

بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلندیاں

عطا فرماتا ہے اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلت و پستی میں دھکیل دیتا ہے

(صحیح مسلم، حدیث: ۸۱۷)

پا رۃ نمبر تیرہ 14

نمبر شمار	نام سورت	صفحہ نمبر	شمار پارہ
۱۵	سورۃ الحجر (جاری)	1363	۱۳ - ۱۴
۱۶	سورۃ النحل	1385	۱۴

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۞ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا

بسا اوقات چاہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کاش کہ وہ ہوتے مسلمان ○ آپ چھوڑیئے انہیں، وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں،

وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۞ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا

اور غفلت میں ڈالے رکھے انہیں (لمبی) امید، پس عن قریب وہ جان لیں گے ○ اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر

وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۞ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۞

اس حال میں کہ اسکے لئے میعاد مقرر تھی ○ نہیں آگے نکل سکتی کوئی امت اپنے (مقررہ) وقت سے، اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے ○

جو کوئی اس عظیم نعمت کو ٹھکراتا ہے اور اس کا انکار کرتا ہے تو وہ گمراہ اور مکذبین میں شمار ہوتا ہے جن پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے یعنی انہوں نے اس کے احکام کو تسلیم کیا ہوتا اور یہ وہ وقت ہوگا جب ان کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹ جائے گا' آخرت کی علامات اور موت کے مقدمات شروع ہو جائیں گے۔ وہ آخرت کے تمام احوال میں تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ یہ لوگ اس دنیا میں دھوکے میں پڑے رہے۔ پس ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا﴾ ''چھوڑ دیں ان کو' کھا لیں اور فائدہ اٹھا لیں'' اپنی لذتوں سے ﴿وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ﴾ ''اور امید ان کو غفلت میں ڈالے رکھے'' یعنی وہ دنیا میں باقی رہنے کی امید رکھتے ہیں۔ پس بقاء کی یہ امید انہیں آخرت سے غافل کر دیتی ہے ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا'' یعنی اپنے باطل موقف کو عنقریب جان لیں گے اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے اعمال ان کے لئے محض خسارے کا باعث تھے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے دھوکا نہ کھائیں۔ کیونکہ قوموں کے بارے میں یہ مہلت سنت الٰہی ہے۔ ﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾ ''اور کسی بستی کو ہم نے ہلاک نہیں کیا'' جو کہ عذاب کی مستحق تھی ﴿اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ ''مگر اس کا وقت لکھا ہوا مقرر تھا'' یعنی اس کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا۔ ﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ ''کوئی قوم اپنے وقت مقررہ سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے''۔ ورنہ خواہ کتنی ہی تاخیر ہو گناہوں کی تاثیر کا واقع ہونا لابدی ہے۔

وَقَالُوْا يٰاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۞ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا

اور انہوں نے کہا، اے وہ شخص! کہ نازل کیا گیا ہے اوپر اسکے یہ قرآن یقیناً تو تو دیوانہ ہے ○ کیوں نہیں لے آتا تو ہمارے پاس

بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ

فرشتے، اگر ہے تو سچوں میں سے؟ ○ نہیں نازل کرتے ہم فرشتے مگر ساتھ حق (عذاب) کے

وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۞ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۞

اور نہ ہوں گے وہ (کافر) اس وقت مہلت دیئے گئے ○ بے شک ہم ہی نے نازل کیا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم ہی اسکے محافظ ہیں ○

رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے کفار نے تمسخر اور استہزا کے طور پر کہا۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ ﴾ ’’اے وہ شخص کہ اترا ہے اس پر قرآن‘‘ یعنی تیرے زعم کے مطابق ﴿ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ ’’بے شک تو دیوانہ ہے‘‘ کیونکہ تو سمجھتا ہے کہ محض تیرے کہنے پر ہم تیری پیروی کرنے لگ جائیں گے اور اس مذہب کو چھوڑ دیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ ﴿ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ ﴾ ’’کیوں نہیں لے آتا تو ہمارے پاس فرشتوں کو‘‘ جو اس چیز کی صداقت اور صحت کی گواہی دیں جو تو لے کر آیا ہے ﴿ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ ’’اگر تو سچا ہے‘‘ اور چونکہ تیری تائید کے لئے تیرے ساتھ فرشتے نہیں آئے اس لئے تو سچا نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑی جہالت ہے۔ رہا اس کا ظلم ہونا تو یہ صاف ظاہر ہے کیونکہ معین معجزات کا مطالبہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بڑی جسارت اور محض تعنت (بے جا سختی) ہے حالانکہ ان معین معجزات کے بغیر بھی بہت سی نشانیوں کے ذریعے سے دلیل اور برہان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے جو اس چیز کی صحت اور اس کے حق ہونے پر دلالت کرتی ہیں...... اور رہی جہالت‘ تو وہ اپنے مصالح اور نقصان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے‘ پس فرشتوں کو نازل کرنے میں ان کے لئے کوئی بھلائی نہیں‘ بلکہ اللہ تعالیٰ جب فرشتے نازل کرتا ہے تو حق کے ساتھ نازل کرتا ہے اور اس کے بعد ان لوگوں کو کوئی مہلت نہیں دی جاتی جو حق کی پیروی نہیں کرتے۔

﴿ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا ﴾ ’’اور اس وقت نہ ملے گی‘‘ یعنی فرشتے کے نازل ہونے کے بعد اگر وہ ایمان نہ لائے...... اور وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿ مُّنْظَرِيْنَ ﴾ ’’ان کو مہلت‘‘ یعنی ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ‘ ان کی فوری ہلاکت اور تباہی کا باعث بن جائے گا۔ کیونکہ ایمان ان کے اختیار میں نہیں‘ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴾ (الانعام: ۶/۱۱۱) ’’اگر ہم ان پر فرشتوں کو بھی نازل کر دیتے۔ مردے ان سے ہم کلام ہوتے اور ہر چیز ان کے سامنے اکٹھی کر دیتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے‘ اِلّا یہ کہ اللہ چاہتا‘ مگر ان میں سے اکثر لوگ جاہل ہیں۔‘‘ اگر یہ اپنی بات میں سچے ہوتے تو قرآن عظیم کی یہ آیات ہی ان کے لئے کافی ہوتیں۔

بنابریں اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ﴾ ’’بے شک ہم نے اتاری ہے یہ نصیحت‘‘ یعنی قرآن جس میں ہر چیز کا تذکرہ ہے مثلاً مسائل اور واضح دلائل وغیرہ اور جو کوئی نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے‘ اس سے نصیحت حاصل کرسکتا ہے۔ ﴿ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ ’’اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں‘‘ یعنی اس کو نازل کرنے کی حالت میں ہر شیطان مردود کی چوری سے ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اس کو نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے قلب میں اور آپ کی امت کے قلوب میں ودیعت کر دیا۔ نیز اس کے

الفاظ کو تغیر و تبدل، کمی بیشی اور اس کے معانی کو ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ کر دیا۔ تحریف کرنے والا جب کبھی اس کے معنی میں تحریف کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو مقرر فرما دیتا ہے جو حق مبین کو واضح کر دیتا ہے۔

قرآن کی حقانیت کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر سب سے بڑی نعمت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کی حفاظت یہ ہے کہ وہ اہل قرآن کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے اور وہ ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط نہیں کرتا جو ان کو ہلاک کر ڈالے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ⑩ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے آپ سے پہلے بھی (کئی رسول) پہلے گروہوں میں ○ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول مگر

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تھے وہ اسکے ساتھ استہزاء کرتے ○ اسی طرح ہم داخل کرتے ہیں اس (استہزا) کو دلوں میں مجرموں کے ○ (چنانچہ) نہیں ایمان لاتے وہ

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬

ساتھ اس (قرآن) کے، اور تحقیق گزر چکا ہے (یہ) طریقہ پہلے لوگوں کا ○

جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ گزری ہوئی قوموں اور قرون ماضیہ میں مشرکین کا اپنے انبیاء کے ساتھ یہی رویہ رہا ہے۔ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ”اور ہم نے آپ سے پہلے لوگوں میں رسول بھیجے تھے۔“ یعنی گزرے ہوئے گروہوں اور جماعتوں میں رسول مبعوث کر چکے ہیں۔ ﴿وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ﴾ ”اور جو بھی رسول ان کے پاس آتا“ جو ان کو حق اور ہدایت کی طرف دعوت دیتا۔ ﴿اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ”تو وہ (مشرکین) ان کا تمسخر ہی اڑاتے تھے۔“ ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ﴾ ”اسی طرح داخل کر دیتے ہیں ہم اس کو“ یعنی جھٹلانے کو ﴿فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ”گناہ گاروں کے دلوں میں“ ہم نے ان کو یہ سزا دی، جب ان کے دل کفر و تکذیب میں پچھلے لوگوں کے مشابہ ہو گئے اور اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ساتھ استہزاء و تمسخر اور عدم ایمان کے بارے میں بھی ان کا معاملہ ان کے مشابہ ہو گیا۔ یعنی وہ لوگ جن کا وصف ظلم اور بہتان طرازی تھا۔ ہم نے ان کو اس بنا پر سزا دی کہ ان کے دلوں نے کفر اور تکذیب کی مشابہت اختیار کی، اپنے انبیاء کے معاملے میں تشابہ کا شکار ہو گئے، اپنے رسولوں کے ساتھ ان کا یہ رویہ استہزاء، تمسخر اور عدم ایمان کا تھا۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ”وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی“ یعنی ان کے بارے میں عادت الٰہی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا

اور اگر کھول دیں ہم اوپر ان کے ایک دروازہ آسمان کا، پس ہو جائیں وہ اس میں چڑھنے والے ○ تو بھی وہ کہیں گے یقیناً

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ ع

بند کر دی گئی ہیں نظریں ہماری، بلکہ ہم لوگ ہیں جادو کیے ہوئے ○

یعنی اگر ان کے پاس کوئی بڑا سا معجزہ بھی آ جائے تو یہ حق کا انکار کر دیں گے اور ہرگز ایمان نہیں لائیں گے چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ ''اگر کھول دیں ہم ان پر دروازہ آسمان سے'' اور وہ خود اس دروازے کا عیاں طور پر مشاہدہ کر لیں اس دروازے میں سے اوپر چڑھ بھی جائیں تب بھی وہ اپنے ظلم و عناد کی بنا پر اس معجزے کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے ﴿اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا﴾ ''باندھ دیا گیا ہے ہماری نگاہوں کو'' یعنی ہماری آنکھوں پر نشے کا پردہ آ گیا' حتی کہ ہم نے وہ کچھ دیکھا جو ہم دیکھ نہ سکتے تھے۔ ﴿بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ﴾ ''بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے'' یعنی یہ حقیقت نہیں ہے بلکہ جادو ہے۔ اور جو قوم انکار کی اس حالت کو پہنچ جائے' تو ان لوگوں میں اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات کا ذکر فرمایا جو انبیاء و رسل کے لائے ہوئے حق پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ فرمایا:

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنٰهَا

اور البتہ تحقیق بنائے ہم نے آسمان میں برج اور خوب صورت کر دیا ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے ○ اور حفاظت کی ہے ہم نے اسکی

مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿١٧﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾

ہر شیطان مردود سے ○ مگر جو چوری چھپے لگائے کان (اور کچھ سن لے) تو پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ ظاہر (دہکتا ہوا) ○

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین' پھیلایا ہم نے اسے' اور ڈال (گاڑ) دیے ہم نے اس میں مضبوط پہاڑ، اور ہم نے اگائی اس میں ہر چیز سے

مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾

مناسب مقدار ○ اور بنائے ہم نے تمہارے لئے اس میں گزران کے اسباب، اور ان کے لئے (بھی) کہ نہیں ہو تم واسطے انکے روزی رساں ○

اللہ تعالیٰ اپنے کامل اقتدار اور مخلوق پر اپنی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا﴾ ''اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج'' یعنی ہم نے ستاروں کو برجوں کی مانند بنایا اور انہیں بڑی علامتیں بنایا جن کے ذریعے سے بحر و بر کی تاریکیوں میں راستے تلاش کیے جاتے ہیں ﴿وَزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ﴾ ''اور خوب صورت بنایا ہے اس کو دیکھنے والوں کے لئے'' اگر ستارے نہ ہوتے تو آسمان کا منظر اتنا خوبصورت اور اس کی ہیئت اتنی تعجب خیز نہ ہوتی اور یہ چیز دیکھنے والوں کو ان پر تدبر' ان کے معانی میں غور و فکر اور ان کے ذریعے

سے ان کے پیدا کرنے والے پر استدلال کی دعوت دیتی ہے۔

﴿ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴾ ''اور ہم نے اس کی حفاظت کی ہر شیطان مردود سے'' جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب اس کا پیچھا کرتے ہیں اور یوں آسمان شیطان کی دست برد سے محفوظ ہے۔ آسمان کا ظاہری حصہ روشن ستاروں کے ذریعے سے خوبصورتی سے سجا ہوا ہے اور اس کا باطنی حصہ آفتوں سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ ﴿ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ﴾ ''مگر جو چوری سے سن بھاگا'' یعنی بعض اوقات، کبھی کبھار کوئی شیطان سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے ﴿ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ''تو چمکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لپکتا ہے۔'' یعنی ایک روشن ستارہ اس کا پیچھا کر کے اس کو قتل کر دیتا ہے یا اسے سن گن لینے سے روک دیتا ہے اور کبھی کبھی یہ شہاب ثاقب اس شیطان کو اپنے دوست کے پاس پہنچنے سے پہلے جا لیتا ہے اور آسمان کی خبر زمین پر جانے سے روک دیتا ہے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ آسمانی خبر اپنے دوست کو القا کر دیتا ہے۔ پس وہ شخص اس میں سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے اور وہ کلام جو اس نے آسمان سے سنا ہوتا ہے اس سے استدلال کرتا ہے۔

﴿ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا ﴾ ''اور زمین کو ہم نے پھیلایا'' یعنی ہم نے زمین کو نہایت وسیع اور کشادہ بنایا ہے تاکہ انسانوں اور حیوانوں کی اس وسیع و عریض زمین کے کناروں تک رسائی، اس سے وافر مقدار میں رزق کا حصول اور اس کے اطراف و جوانب میں سکونت آسان ہو۔ ﴿ وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ﴾ ''اور اس پر پہاڑ رکھ دیے۔'' یعنی زمین پر بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیے جو اللہ کے حکم سے زمین کی حفاظت کرتے ہیں کہ کہیں وہ جھک نہ جائے اور وہ زمین کو جمائے رکھتے ہیں کہ کہیں وہ ڈھلک نہ جائے۔ ﴿ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴾ ''اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے'' یعنی فائدہ مند اور درست چیز جس کے لوگ اور بستیاں ضرورت مند ہوتی ہیں مثلاً کھجور، انگور، مختلف اصناف کے درخت، انواع و اقسام کی نباتات اور معدنیات۔

﴿ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ﴾ ''اور بنا دیے تمہارے لئے اس میں روزی کے اسباب'' یعنی کھیتی باڑی، مویشیوں اور مختلف اقسام کے پیشوں اور دستکاریوں کے ساتھ تمہاری روزی وابستہ کی ﴿ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴾ ''اور ایسی چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے'' یعنی ہم نے تمہارے فائدے اور تمہارے مصالح کے لئے تمہیں غلام، لونڈیاں اور مویشی عطا کیے جن کا رزق تمہارے ذمے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہیں عطا کیا اور ان کے رزق کی کفالت اپنے ذمے لی۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

اور نہیں ہے کوئی چیز مگر ہمارے پاس خزانے ہیں اس کے، اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ساتھ اندازے مقرر کے ○

یعنی ہر قسم کا رزق اور ہر قسم کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے قبضۂ اختیار میں نہیں، رزق کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنی حکمت اور بے کراں رحمت کے مطابق جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے ﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ﴾ ''اور نہیں اتارتے ہم اس کو'' یعنی ہر مقررہ چیز، جیسے بارش وغیرہ ﴿اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ ''مگر معین اندازے پر'' یعنی اس کی جو مقدار اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے، اس سے زیادہ ہوتی ہے نہ اس سے کم ہوتی ہے۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ

اور بھیجیں ہم نے ہوائیں بوجھل، پس نازل کیا ہم نے آسمان سے پانی، پھر پلایا ہم نے تمہیں وہ (پانی)،

وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾

اور نہیں ہو تم اس (پانی) کا ذخیرہ کرنے والے ○

ہم نے ہواؤں، یعنی رحمت کی ہواؤں کو مسخر کیا ہے جو بادلوں کو بارآور کرتی ہیں جیسے نر مادہ کو بارآور کرتا ہے۔ ان بادلوں سے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی نازل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندوں کو، ان کے مویشیوں اور زمینوں کو سیراب کرتا ہے اور باقی پانی زمین میں ذخیرہ ہو جاتا ہے، وہ ان کی حاجات وضروریات میں کام آتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا تقاضا ہے۔ ﴿وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ﴾ ''اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے۔'' یعنی تمہیں یہ قدرت حاصل نہیں کہ تم پانی کو جمع کر کے اس پانی کا ذخیرہ کر سکو، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہارے لئے اس کے خزانے جمع کرتا ہے پھر چشموں کی صورت میں زمین پر بہا دیتا ہے یہ اس کی تم پر رحمت اور احسان ہے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

اور بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں ○ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان لوگوں کو جو پہلے گزر چکے ہیں

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ

تم میں سے، اور البتہ تحقیق جانتے ہیں ان لوگوں کو (بھی) جو پیچھے رہنے والے ہیں ○ اور بے شک آپ کا رب، وہی اکٹھا کرے گا انہیں،

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع ٢

بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا، خوب جاننے والا ہے ○

یہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو تمام خلائق کو عدم سے وجود میں لاتا ہے حالانکہ وہ اس سے قبل کچھ بھی نہ تھے اور ان کی مدت مقررہ پوری ہونے کے بعد ان کو موت دیتا ہے۔ ﴿وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾ ''اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے'' اللہ کا یہ ارشاد اس آیت کریمہ کی مانند ہے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ﴾ (مریم: ۱۹/ ٤٠) ''ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' اور یہ چیز

اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل اور محال نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں کو بھی جانتا ہے اور اسے آنے والے لوگوں کا بھی علم ہے، زمین ان میں جو کمی واقع کر رہی ہے اور ان کے اجزا کو بکھیر رہی ہے، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے دست قدرت کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ پس وہ اپنے بندوں کو دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرے گا پھر ان کو اپنے حضور اکٹھا کرے گا ﴿اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ ”وہ دانا، جاننے والا ہے۔“ یعنی وہ تمام اشیاء کو ان کے لائق شان مقام پر رکھتا ہے اور ان کے لائق حال مقام پر نازل کرتا ہے، وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا، اگر اچھا عمل ہوگا تو اچھی جزا ہوگی اور اگر برا عمل ہوگا تو بری جزا ہوگی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۚ (٢٦) وَالْجَآنَّ
اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی سے (یعنی) گارے سڑے ہوئے سے ○ اور جن،
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (٢٧) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ
پیدا کیا ہم نے اسے اس سے پہلے سخت حرارت والی آگ سے ○ اور (یاد کرو!) جب کہا آپکے رب نے فرشتوں سے، بے شک میں
خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (٢٨) فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ
پیدا کرنے والا ہوں ایک بشر (آدم) بجنے والی مٹی سے (یعنی) گارے سڑے ہوئے سے ○ پس جب درست کرلوں میں اس کو
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (٢٩) فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اور پھونک دوں میں اس میں اپنی روح تو گر پڑنا تم اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ○ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب کے سب نے
اَجْمَعُوْنَ ۙ (٣٠) اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ (٣١) قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ
اکٹھے ○ سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا (اس سے) کہ ہو وہ ساتھ سجدہ کرنے والوں کے ○ اللہ نے کہا، اے ابلیس!
مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ (٣٢) قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ
کیا ہے تجھے اس (بات میں) کہ نہ ہو تو ساتھ سجدہ کرنے والوں کے؟ ○ اس نے کہا، نہیں ہوں میں کہ سجدہ کروں (ایسے) بشر کو کہ
خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (٣٣) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ
پیدا کیا تو نے اسکو بجنے والی مٹی سے (یعنی) گارے سڑے ہوئے سے ○ اللہ نے کہا، پس تو نکل جا اس سے، پس بلاشبہ تو
رَجِيْمٌ ۙ (٣٤) وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (٣٥) قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰى يَوْمِ
مردود ہے ○ اور بے شک تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک ○ اس نے کہا، اے میرے رب! پس تو مہلت دے مجھے اس دن تک کہ
يُبْعَثُوْنَ (٣٦) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۙ (٣٧) اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (٣٨)
وہ (لوگ) دوبارہ اٹھائے جائیں ○ اللہ نے کہا، پس بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں سے ہے ○ اس دن تک کہ (اس کا) وقت مقرر ہے ○
قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ
اس نے کہا، اے رب! بہ سبب اسکے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو یقیناً سنوار کر دکھاؤں گا میں انکو (گناہ) زمین میں، اور البتہ ضرور گمراہ کروں گا میں انکو

أَجْمَعِينَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ

سب کو ○ سوائے تیرے (ان) بندوں کے، ان میں سے' جو چنے ہوئے ہیں ○ اللہ نے کہا، یہی راستہ ہے مجھ تک

مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

سیدھا ○ بے شک میرے بندے، نہیں ہے واسطے تیرے اوپر ان کے کوئی غلبہ مگر جس نے پیروی کی تیری

مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

گمراہوں میں سے ○ اور بے شک جہنم ہی وعدہ گاہ ہے ان کی سب کی ○ اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں،

لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿۴۴﴾

واسطے ہر ایک دروازے کے ان (گمراہوں) میں سے ایک حصہ ہے الگ کیا ہوا ○

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر اپنی نعمت اور اپنے احسان کا ذکر کرتا ہے' حضرت آدم علیہ السلام کا اپنے دشمن ابلیس کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس کو بھی بیان کرتا ہے اور اس ضمن میں ہمیں ابلیس کے شر اور فتنہ سے ڈراتا ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ ﴾ ''ہم نے انسان کو پیدا کیا۔'' یعنی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ﴿ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴾ ''کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے'' یعنی خمیر شدہ گارے سے پیدا کیا جس میں خشک ہونے کے بعد کھنکھناہٹ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے پکی ہوئی ٹھیکری کی آواز۔

(اَلْحَمَأُ الْمَسْنُوْن) اس گارے کو کہتے ہیں' جس کا رنگ اور بو طویل عرصے تک پڑا رہنے کی وجہ سے بدل گئے ہوں۔ ﴿ وَالْجَانَّ ﴾ ''اور جنوں کو'' اس سے مراد جنوں کا باپ' یعنی ابلیس ہے ﴿ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ ﴾ ''پیدا کیا ہم نے اس کو پہلے'' یعنی تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ﴿ مِن نَّارِ السَّمُومِ ﴾ ''لو کی آگ سے'' یعنی نہایت سخت حرارت والی آگ سے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے کہا: ﴿ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ ﴾ ''میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک انسان بنانے لگا ہوں۔ پس جب میں اس کو ٹھیک ٹھاک کر لوں'' یعنی جب میں اس کے جسد کی تکمیل کر چکوں ﴿ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴾ ''اور اپنی روح اس میں پھونک دوں' تو سب اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا۔'' پس انہوں نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی۔ ﴿ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴾ ''پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا'' یہاں تاکید کے بعد تاکید کو ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ اسلوب اس حقیقت پر دلالت کرے کہ فرشتوں میں سے کوئی ایک فرشتہ بھی سجدہ کرنے سے پیچھے نہیں رہا تھا اور یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم اور آدم علیہ السلام کی تکریم کے لئے تھا' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام وہ کچھ جانتے تھے جس کا فرشتوں کو علم نہیں تھا۔ ﴿ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَن يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴾ ''مگر ابلیس نے اس بات سے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے

والوں کے ساتھ ہو'' یہ شیطان کی آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے ساتھ پہلی عداوت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''اے ابلیس! تجھے کیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا' اس نے کہا' میں اس انسان کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے کھنکتے' سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے'' پس شیطان مردود نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر' حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے خلاف عداوت کا اظہار کیا اور اپنے عناصر ترکیبی پر خود پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا ''میں آدم سے بہتر ہوں۔'' ﴿قَالَ﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کے کفر و استکبار پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾ ''پس تو نکل جا یہاں سے' بے شک تو مردود ہے'' یعنی تو دھتکارا ہوا اور ہر بھلائی سے دور کر دیا گیا ہے۔ ﴿وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ﴾ ''اور تجھ پر لعنت ہے'' یعنی تو مذمت اور ملامت کا مستحق اور اللہ کی رحمت سے دور ہے ﴿اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''جزا کے دن تک'' اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات میں دلیل ہے کہ شیطان اپنے کفر پر قائم اور بھلائی سے دور رہے گا۔

﴿قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ﴾ ''شیطان نے کہا' اے رب مجھے ڈھیل دے'' یعنی مجھے مہلت دے ﴿اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾ ''قیامت کے دن تک' اللہ نے کہا' تجھ کو ڈھیل دی' اسی مقرر وقت کے دن تک'' اللہ تعالیٰ کا شیطان کی دعا کو قبول کر لینا اس کے حق میں اکرام و تکریم نہیں' بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان اور بندوں کے لئے ابتلاء اور امتحان ہے' تاکہ دشمن میں سے اس کا وہ سچا بندہ الگ ہو جائے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان مردود سے بہت ڈرایا ہے اور کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ ''شیطان نے کہا' اے رب' جیسے تو نے مجھے گمراہ کیا ہے' میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں'' یعنی میں ان کے سامنے دنیا کو آراستہ کروں گا' میں ان کو اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں یہاں تک کہ وہ ہر گناہ کرنے لگ جائیں گے۔ ﴿وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور ان سب کو بہکا دوں گا'' یعنی میں تمام انسانوں کو راہ راست پر چلنے سے روک دوں گا۔ ﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔'' یعنی وہ لوگ جن کو تو نے ان کے اخلاص' ایمان اور توکل کی وجہ سے چن کر اپنے لئے خالص کر لیا۔ (وہ میرے جال سے بچ جائیں گے۔)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ ''یہ راستہ ہے مجھ تک سیدھا'' یعنی یہ راستہ معتدل' مجھ تک اور میرے عزت والے گھر تک پہنچتا ہے۔ ﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ ''جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں۔'' یعنی میرے بندوں پر تجھے کوئی اختیار نہیں کہ تو جہاں چاہے انہیں مختلف

انواع کی گمراہیوں میں مبتلا کر دے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور انہیں شیطان سے بچاتا ہے ﴿ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ ﴾ ''مگر جس نے تیری پیروی کی'' اور اللہ رحمٰن کی اطاعت کی بجائے تیری سرپرستی قبول کرنے اور تیری اطاعت کرنے پر راضی ہو گیا ﴿ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴾ ''بہکے ہوؤں میں سے ہے'' (الغاوی) ''گمراہ'' (الراشد) ''ہدایت یافتہ'' کی ضد ہے اور اس شخص کو کہتے ہیں جو حق کو پہچان کر ترک کر دے اور (الضال) اس شخص کو کہتے ہیں جو حق کو جانے بغیر اس کو ترک کر دے۔ ﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ ''اور جہنم ان سب کے وعدے کی جگہ ہے'' یعنی ابلیس اور اس کے لشکروں کے لئے۔

﴿ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ﴾ ''اس کے سات دروازے ہیں'' ہر دروازہ دوسرے دروازے سے نیچے ہوگا۔ ﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ ﴾ ''ہر دروازے کے واسطے ان میں سے'' یعنی ابلیس کے پیروکاروں میں سے ﴿ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ ''ایک حصہ ہے بانٹا ہوا'' یعنی ان کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴾ (الشعراء: ٢٦/ ٩٤-٩٥) ''پس ان کے معبود، یہ گمراہ لوگ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب اوپر تلے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے''۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (۴۵) اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ (۴۶)

بے شک متقی لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے ○ (انہیں کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ تم ان میں ساتھ سلامتی کے، با امن ○

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (۴۷)

اور نکال دیں گے ہم جو کچھ انکے سینوں میں ہوگا (باہم) کینہ، وہ بھائی بھائی ہوں گے، اوپر تختوں کے آمنے سامنے (بیٹھے ہوئے) ○

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (۴۸) نَبِّئْ عِبَادِيْٓ

نہیں چھوئے گی انہیں ان (باغات) میں کوئی تھکاوٹ، اور نہ وہ ان سے نکالے ہی جائیں گے ○ (اے پیغمبر!) خبر دے دیجیے میرے بندوں کو

اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۴۹) وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (۵۰)

کہ یقیناً میں بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہوں ○ اور بلاشبہ عذاب میرا، وہی عذاب ہے بڑا دردناک ○

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں یہ ذکر فرمایا کہ آخرت میں اس کے دشمنوں یعنی ابلیس کے پیروکاروں کو کیا سخت عذاب اور سزا دی جائے گی وہاں یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے دوستوں کو کس فضل عظیم اور دائمی نعمتوں سے نوازے گا۔ چنانچہ فرمایا: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ''بے شک پرہیز گار'' جو شیطان کی اطاعت، اس کے وسوسوں، گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں ﴿ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴾ ''باغات اور چشموں میں ہوں گے'' جن میں درختوں کی تمام اقسام ہوں گی اور اس میں ہر وقت اور ہر قسم کے پکے ہوئے پھل ہوں گے۔ جنت میں داخل ہوتے وقت ان سے

کہا جائے گا ﴿ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴾ ''داخل ہو جاؤ اس میں سلامتی سے ہر نقصان سے محفوظ'' یعنی موت' نیند' تھکن سے' وہاں حاصل نعمتوں میں سے کسی نعمت کے منقطع ہونے' یا ان میں کمی واقع ہونے سے' بیماری' حزن و غم اور دیگر تمام کدورتوں سے مامون و محفوظ۔ ﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ ''اور نکال ڈالیں گے ہم ان کے سینوں سے کینہ'' پس ان کے دل ہر قسم کے کینہ اور حسد سے سلامت' پاک صاف اور آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے ﴿ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴾ ''وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔'' یہ آیت کریمہ ان کے آپس میں ایک دوسرے کی زیارت کرنے' ان کو اکٹھے ہونے اور ان کے آپس میں حسن ادب پر دلالت کرتی ہے نیز یہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ جنت میں ایک دوسرے سے پیٹھ پھیر کر نہیں بلکہ سجے تختوں پر تکیے لگا کر' موتی اور مختلف قسم کے جواہرات جڑے ہوئے بچھونوں پر' ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔

﴿ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ ﴾ ''نہیں پہنچے گی وہاں ان کو کوئی تھکاوٹ'' انہیں ظاہری تھکاوٹ لاحق ہوگی نہ باطنی' اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ایسی حیات کاملہ سے نوازا ہوگا جو آفات کا اثر قبول نہیں کرے گی۔ ﴿ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴾ ''اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔'' یعنی وہ کسی بھی وقت جنت سے نکالے نہیں جائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فیصلوں' یعنی جنت اور جہنم کا ذکر فرمانے کے بعد' جو ترغیب و ترہیب کا موجب ہیں' اپنے ان اوصاف کا ذکر فرمایا جو جنت و جہنم کے موجب ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ ﴾ ''میرے بندوں کو بتا دو۔'' یعنی میرے بندوں کو نہایت جزم کے ساتھ خبر دیجیے' جس کی تائید دلائل کرتے ہوں کہ ﴿ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ ''میں بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہوں۔'' کیونکہ جب بندے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور اس کی مغفرت کی معرفت حاصل کر لیں گے تو ان اسباب کے حصول میں کوشاں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ تک پہنچاتے ہیں' گناہوں کے ارتکاب سے رک کر ان سے توبہ کریں گے' تاکہ وہ اس کی مغفرت کے مستحق قرار پائیں اور وہ امید کے اس حال تک نہ پہنچ جائیں کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی گرفت سے مامون سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے بارے میں جرأت کا رویہ رکھیں۔ نیز انہیں اس بات سے بھی آگاہ کر دیجیے! ﴿ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴾ ''میرا عذاب' وہ دردناک عذاب ہے'' درحقیقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سوا دوسرا عذاب کوئی عذاب ہی نہیں' اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوئی اندازہ کیا جا سکتا ہے نہ اس کی کنہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں' کیونکہ جب انہیں اس حقیقت کی معرفت حاصل ہوگی کہ ﴿ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴾ (الفجر: ۸۹/ ۲۵۔۲۶) ''اس روز نہ کوئی اللہ کے عذاب کی مانند کوئی

عذاب دے گا اور نہ اللہ کی گرفت کی مانند کوئی گرفت کر سکے گا۔'' تب وہ ڈریں گے اور ہر اس سبب سے دور رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا موجب بنتا ہے۔ بندۂ مومن کے لائق یہی ہے کہ اس کا قلب دائمی طور پر خوف اور امید، رغبت اور رہبت کے درمیان رہے۔ جب بندہ اپنے رب کی بے پایاں رحمت، اس کی مغفرت اور اس کے جود واحسان کی طرف نظر کرے تو اس کا قلب امید اور رغبت سے لبریز ہو جائے اور جب وہ اپنے گناہوں اور اپنے رب کے حقوق کے بارے میں اپنی تقصیر پر نظر ڈالے تو اس کے دل میں خوف اور رہبت پیدا ہو اور وہ گناہوں کو چھوڑ دے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ وقف لازم
اور خبر دیجیے انہیں مہمانوں کی بابت ابراہیم کے ○ جس وقت داخل ہوئے وہ اس پر تو کہا انہوں نے، سلام (کرتے ہیں ہم)، ابراہیم نے کہا،
اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ
تحقیق ہم تو تم سے ڈرتے ہیں ○ انہوں نے کہا، نہ ڈر تو، بلاشبہ ہم تو خوش خبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے علم والے کی ○ ابراہیم نے کہا،
اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا
کیا تم خوشخبری دیتے ہو مجھے باوجود اس کے کہ پہنچ چکا ہے مجھے بڑھاپا؟ سو (اب) کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو تم؟ ○ انہوں نے کہا،
بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ
ہم بشارت دیتے ہیں تجھے حق (امر واقعی) کی پس نہ ہو تو نا امیدوں میں سے ○ ابراہیم نے کہا، اور کون نا امید ہوتا ہے
مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۵۶﴾
رحمت سے اپنے رب کی سوائے گمراہوں کے؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرماتا ہے: ﴿ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴾ ''ان کو ابراہیم کے مہمانوں کی بابت خبر دیں'' یعنی اس عجیب قصے کے بارے میں ان کو آگاہ کیجیے' کیونکہ آپ کے ان کے سامنے انبیاء کرام کے قصے اور ان کے حالات بیان کرنے سے' ان کو عبرت حاصل ہو گی اور وہ ان کی پیروی کریں گے..... خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا قصہ' جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کی ملت کی پیروی کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں سے مراد وہ مکرم فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مہمان بنا کر ان کو اعزاز بخشا۔ ﴿ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ﴾ ''جب وہ آئے ان کے گھر میں تو کہا سلام'' یعنی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سلام کا جواب دیا اور کہا ﴿ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴾ ''ہم تم لوگوں سے خائف ہیں۔'' اور خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے ان کو مہمان سمجھا اور آپ جلدی سے گھر گئے اور ان کی مہمان

نوازی کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو آپ نے ان کو چور وغیرہ سمجھا اور خوف زدہ ہو گئے۔

﴿ قَالُوْا ﴾ فرشتوں نے ان سے کہا: ﴿ لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴾ ''ڈریں مت' ہم آپ کو ایک سمجھدار لڑکے کی خوش خبری سناتے ہیں'' یہاں لڑکے سے مراد اسحاق علیہ السلام ہیں۔ یہ بشارت اس بات کو متضمن ہے کہ وہ بچہ جس کی خوشخبری دی گئی تھی' لڑکا تھا' لڑکی نہ تھا' یہاں ''علیم'' سے مراد ہے ''کثیر العلم'' (بہت علم وفہم والا) ایک اور آیت کریمہ میں یوں آتا ہے ﴿ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (الصافات: ۱۱۲/۳۷) ''اور ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی کہ وہ نبی اور صالح لوگوں میں سے ہوں گے۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اس خوش خبری پر متعجب ہو کر کہا ﴿ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ ﴾ ''کیا تم مجھے (بیٹے کی) خوشخبری دیتے ہو۔'' ﴿ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ ﴾ ''جب کہ پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا'' بنابریں وہ اولاد ہونے کے بارے میں ایک قسم کی مایوسی سے دوچار تھے ﴿ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴾ ''پس کس وجہ سے تم مجھے خوشخبری دیتے ہو؟'' حالانکہ اولاد ہونے کے اسباب تو معدوم ہو چکے ہیں۔ ﴿ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ ﴾ ''انہوں نے کہا' ہم نے آپ کو سچی خوش خبری سنائی ہے'' جس میں کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے خاص طور پر...... اے نبوت کے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں...... تمہیں تو اللہ کے فضل واحسان کو نادر ونا ممکن نہیں سمجھنا چاہیے۔ ﴿ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴾ ''پس آپ ناامیدوں میں سے نہ ہوں'' یعنی آپ ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جو بھلائی کے وجود کو مستبعد سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی عنایات واحسان کے امیدوار رہیے۔

ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴾ ''رب کی رحمت سے ناامید گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں'' جو اپنے رب اور اس کی قدرت کاملہ سے لاعلم ہیں' لیکن جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور علم عظیم سے نواز رکھا ہو' مایوسی اس تک راہ نہیں پا سکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لئے اسباب و وسائل اور طریقوں کی کثرت کو خوب جانتا ہے۔ پھر جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو انہوں نے جان لیا کہ ان کو نہایت اہم کام پر بھیجا گیا ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

اس نے کہا، پس کیا مقصد ہے تمہارا اے بھیجے ہوئے (فرشتو)؟○ انہوں نے کہا، بے شک ہم بھیجے گئے ہیں مجرم قوم کی طرف○

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

سوائے کنبے لوط کے، بے شک ہم البتہ نجات دینے والے ہیں انکو سب کو○ سوائے اسکی بیوی کے، مقدر کر دیا ہم نے کہ بے شک وہ

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

ضرور پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گی○ پھر جب آئے آل لوط کے پاس وہ قاصد○ لوط نے کہا، بے شک تم لوگ تو ہو اجنبی○

منزل ۳

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۶۳) وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

انہوں نے کہا، بلکہ آئے ہیں ہم تیرے پاس ساتھ اس چیز (عذاب) کے کہ تھے وہ لوگ اس میں شک کرتے ○ اور لائے ہیں ہم تیرے پاس حق اور بلاشبہ ہم

لَصٰدِقُوْنَ (۶۴) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ

یقیناً سچے ہیں ○ پس لے چل تو اپنے گھر والوں کو ایک حصے میں رات کے، اور چل تو پیچھے ان (سب) کے اور نہ پیچھے مڑ کر دیکھے

مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (۶۵) وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ

تم میں سے کوئی بھی، اور چلے جاؤ جہاں حکم کیے جاتے ہو تم ○ اور فیصلہ سنا دیا ہم نے اسے اس معاملے کا

اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (۶۶) وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

کہ بے شک جڑ ان لوگوں کی کاٹ دی جائے گی صبح کے وقت ○ اور آئے اس شہر (سدوم) والے

يَسْتَبْشِرُوْنَ (۶۷) قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ (۶۸) وَاتَّقُوا اللّٰهَ

خوشیاں مناتے ہوئے ○ لوط نے کہا، بے شک یہ لوگ میرے مہمان ہیں، پس نہ رسوا کرو تم مجھے ○ اور ڈرو اللہ سے،

وَلَا تُخْزُوْنِ (۶۹) قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۷۰) قَالَ هٰٓؤُلَآءِ

اور نہ ذلیل کرو تم مجھے ○ انہوں نے کہا، کیا نہیں روکا تھا ہم نے تجھے جہان والوں (کی حمایت) سے؟ ○ اس نے کہا، یہ ہیں

بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۷۱) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

بیٹیاں میری (قوم کی ان سے نکاح کرلو)، اگر ہو تم کرنے والے ○ آپ کی زندگی کی قسم! بے شک وہ یقیناً اپنی مستی (گمراہی) میں

يَعْمَهُوْنَ (۷۲) فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ (۷۳) فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

سرگرداں تھے ○ پس آ پکڑا انہیں ایک چیخ نے سورج نکلتے وقت ○ پس (الٹ کر) کر دیا ہم نے ان کے اوپر والے حصے کو نیچے

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (۷۴) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (۷۵)

اور برسائے ہم نے ان پر پتھر، کھنگر کی قسم سے ○ بلاشبہ اس میں البتہ نشانیاں ہیں گہری نظر سے غور و فکر کرنے والوں کے لیے ○

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (۷۶) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۷۷)

اور بے شک وہ (بستیاں) ایسے راستے پر ہیں (جو اب تک) موجود ہے ○ بلاشبہ اس (واقعے) میں نشانیاں ہیں واسطے مومنوں کے ○

﴿قَالَ﴾ خلیل علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا: ﴿فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ”پس کیا تمہاری مہم ہے اے اللہ کے بھیجے ہوؤ؟“ یعنی تمہارا کیا معاملہ ہے اور تمہیں کس کام کے لئے بھیجا گیا ہے؟ ﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ﴾ ”انہوں نے کہا، ہم ایک گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں“ یعنی ان میں شر اور فساد بہت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے ہمیں ان کو سزا دینے اور ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ﴿اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ”سوائے لوط (علیہ السلام) اور ان کے گھر والوں کے، ان سب کو ہم بچا لیں گے۔“

﴿ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴾ ”سوائے اس کی بیوی کے ہم نے ٹھہرالیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔“ یعنی وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں شامل ہوگی۔ رہے لوط علیہ السلام تو ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو وہاں سے نکال کر بچالیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں فرشتوں سے جھگڑنے لگے۔ حضرت ابراہیم سے کہا گیا: ﴿ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴾ (ھود: ۱۱/۷۶) ”اے ابراہیم! اس بات کو جانے دو تیرے رب کا حکم صادر ہو چکا ہے اب ان پر عذاب آ کر رہے گا اب اس کو روکا نہیں جا سکتا۔“ اور فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس سے چلے گئے۔ ﴿ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ ”پس جب فرشتے آل لوط کے پاس آئے۔“

﴿ قَالَ ﴾ تو لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا: ﴿ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴾ ”بے شک تم اوپرے لوگ ہو“ یعنی میں تمہیں پہچانتا نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ ﴿ بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴾ ”ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں لوگ شک کرتے تھے۔“ یعنی ہم ان پر وہ عذاب نازل کرنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں جس کے بارے میں وہ شک کیا کرتے تھے اور جب آپ ان کو عذاب کی وعید سناتے تھے تو آپ کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ﴿ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ ﴾ ”اور ہم آپ کے پاس پکی بات لے کر آئے ہیں“ جو مذاق نہیں ہے۔ ﴿ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴾ ”اور بے شک ہم سچے ہیں۔“ اس میں جو ہم آپ سے کہہ رہے ہیں۔

﴿ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ ﴾ ”پس لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے“ یعنی رات کے اوقات میں جب لوگ سو رہے ہوں اور کسی کو آپ کے نکل جانے کا علم نہ ہو ﴿ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ ﴾ ”اور تو ان کے پیچھے چل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے“ یعنی جلدی سے نکل جاؤ ﴿ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴾ ”اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم دیا جاتا ہے“ گویا ان کے ساتھ کوئی رہبر تھا جو ان کی راہنمائی کرتا تھا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ ﴿ وَقَضَيْنَاۤ اِلَيْهِ ذٰلِكَ ﴾ ”اور مقرر کر دی ہم نے اس کی طرف یہ بات“ یعنی ہم نے اسے ایسی خبر سے آگاہ کیا جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ﴿ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴾ ”ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہوتے کاٹ دی جائے گی۔“ یعنی صبح سویرے عذاب انہیں آ لے گا اور ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دے گا۔ ﴿ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ﴾ ”اور اہل شہر آئے۔“ یعنی اس شہر کے لوگ آئے جس میں لوط علیہ السلام رہتے تھے۔ ﴿ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ ”خوشیاں کرتے“ یعنی لوط علیہ السلام کے خوبصورت مہمانوں کی آمد اور ان پر انہیں قدرت حاصل ہونے کی بنا پر وہ ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے۔ ان کا مقصد ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کا تھا۔ پس وہ آئے اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پہنچ گئے اور ان کے مہمانوں کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑنے لگے اور لوط علیہ السلام نے ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ ”یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوانہ کرو، اور اللہ سے ڈرو اور میری رسوائی کا سامان نہ کرو۔“ یعنی اس بارے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو، اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں تو میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ انتہائی گندے کام کے ذریعے سے ان کی ہتک حرمت کرنے سے باز آ جاؤ۔ ﴿قَالُوْٓا﴾ انہوں نے لوط علیہ السلام کے قول ”مجھے رسوانہ کرو“ کے جواب میں بس یہی کہا: ﴿اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ”کیا ہم نے تجھے منع نہیں کیا جہان کی حمایت کرنے سے“ یعنی ان کی مہمان نوازی وغیرہ کرنے سے۔ پس ہم نے تجھے ان باتوں سے ڈرایا ہے اور جس نے ڈرادیا ہے وہ بری الذمہ ہے۔

﴿قَالَ﴾ لوط علیہ السلام نے معاملے کی شدت کی بنا پر ان سے کہا: ﴿هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ ”یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اگر تم کو کرنا ہے“ ① مگر انہوں نے جناب لوط علیہ السلام کے اس قول کی کوئی پروا نہ کی۔

اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول ﷺ سے فرمایا: ﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ”آپ کی زندگی کی قسم، وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں“ اور یہ مستی فحش کام کی چاہت کی مستی ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے وہ کسی ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ پس جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے سامنے اپنی حقیقت کھول دی تو ان کا کرب اور پریشانی دور ہو گئی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے گھر والوں کے ساتھ راتوں رات وہاں سے نکل گئے اور نجات پائی۔ رہے بستی کے لوگ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ﴾ ”پس آ پکڑا ان کو چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت“ یعنی طلوع آفتاب کے وقت، کیونکہ اس وقت عذاب کی شدت زیادہ ہوتی ہے۔

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ ”پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے“ یعنی ہم نے ان پر ان کی بستی کو الٹ دیا ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾ ”اور ان پر کھنگر کے پتھروں کی بارش برسائی“ یہ پتھر اس شخص کا پیچھا کرتے تھے جو بستی سے فرار ہوتا تھا۔ ﴿اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ ”بے شک اس میں دھیان کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں“ یعنی غور و فکر کرنے والوں کے لئے۔ وہ لوگ جو فکر ورائے اور فراست کے مالک ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے، انہیں معلوم ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جرأت کرتا ہے، خاص طور پر اس انتہائی فحش کام کا ارتکاب، تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بدترین سزا دے گا جس طرح انہوں نے بدترین جرم کے ارتکاب کی جسارت کی ہے۔ ﴿وَاِنَّهَا﴾ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا شہر ﴿لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ﴾ ”واقع ہے سیدھے راستے پر“ یعنی یہ بستی گزرنے والوں کے لئے ایک عام گزرگاہ پر واقع ہے اور جس کسی کا اس علاقے میں آنا جانا

---

① بیٹیوں سے مراد ان کی بیویاں ہیں، یعنی اپنی بیویوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرو۔ پیغمبر بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے، اس لئے ان کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم میری بیٹیوں سے نکاح کرلو اور اپنی خواہش کی تسکین کا سامان کرلو، میں اپنی بیٹیاں تمہارے حبالہ عقد میں دینے کو تیار ہوں۔ (ص۔ی)

ہے وہ اس جگہ کو پہچانتا ہے۔ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ”بے شک اس (واقعے) میں مومنوں کے لیے نشانیاں ہیں“ اور اس قصے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر بے حد عنایات تھیں۔ لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے اہل ایمان ابراہیم علیہ السلام کے متبعین میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ہلاکت کے مستحق ہونے پر ان کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے ہو کر جائیں' تاکہ وہ ان کو بیٹے کی خوشخبری دے سکیں اور ان کو آگاہ بھی کریں کہ ان کو کس کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے بارے میں فرشتوں سے بحث کرنے لگے۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ان کو مطمئن کر دیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔

(۲) اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات تھیں۔ کیونکہ ان کی قوم کے لوگ' ان کے اہل وطن تھے' اس لئے بسا اوقات ان کو ان پر رحم آ جاتا تھا' اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب مقرر فرمائے جن کی بنا پر ان کو اپنی قوم پر سخت غصہ آیا حتیٰ کہ وہ سمجھنے لگے کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہونے میں دیر ہو رہی ہے۔ ان سے کہا گیا: ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ﴾ (ھود: ۸۱/۱۱) ”ان کے عذاب کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے' کیا صبح قریب نہیں؟“

(۳) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے' تو ان کا شر اور ان کی سرکشی بڑھ جاتی ہے اور جب شر اور سرکشی کی انتہا ہو جاتی ہے' تو اللہ تعالیٰ ان پر وہ عذاب واقع کر دیتا ہے جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ لَظٰلِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

اور بے شک تھے ایکہ (بستی) والے البتہ ظالم ○ پس انتقام لیا ہم نے ان سے،

وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾ ۵ ع ۱۹ ۵

اور بے شک وہ دونوں (تباہ شدہ بستیاں) البتہ راستے ظاہر پر (واقع) ہیں ○

یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی (الأیکة) کی طرف اضافت کی ہے اور (الأیکة) سے مراد وہ باغ ہے جس میں بکثرت درخت ہوں' تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نعمت کا ذکر فرمائے' مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا' بلکہ اس کے برعکس' جب ان کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان کو توحید کی دعوت دی' ناپ تول میں ان کو لوگوں پر ظلم کرنے سے باز آنے کی تلقین کی اور اس ظلم سے ان کو سختی سے منع کیا' مگر وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں اپنے ظلم پر جمے رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا یہاں ظالمین کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ ”پس ہم نے ان سے بدلہ لیا“ اور چھتری والے دن کے عذاب

نے ان کو آ لیا' بلاشبہ یہ بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔ ﴿وَإِنَّهُمَا﴾ ''اور یہ دونوں'' یعنی دیار قوم لوط اور اصحاب ایکہ ﴿لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ ''کھلے راستے پر ہیں۔'' یعنی یہ دونوں بستیاں واضح راستے پر واقع ہیں جہاں ہر وقت مسافروں کے قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ ان کے وہ آثار نمایاں ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور عقل مند لوگ اس سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا

اور البتہ تحقیق جھٹلایا باشندگان حجر نے رسولوں کو ○ اور دیں ہم نے انہیں اپنی نشانیاں

فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِينَ ﴿۸۲﴾

پس تھے وہ ان سے اعراض کرنے والے ○ اور تھے وہ تراشتے پہاڑوں سے گھر بے خوف ہو کر ○

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۴﴾

پس آ پکڑا انہیں چیخ نے صبح کے وقت ○ پس نہ فائدہ دیا انہیں اس (مال) نے جو تھے وہ کماتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ اہل حجر یعنی صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے جو حجاز کے علاقہ حجر میں آباد تھی انہوں نے اپنے رسولوں' یعنی صالح علیہ السلام کو جھٹلایا' جس نے کسی ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا تمام رسولوں کو جھٹلایا' کیونکہ ان سب کی دعوت ایک تھی۔ انہوں نے کسی رسول کی اس کی ذاتی شخصیت کی بنا پر تکذیب نہیں کی بلکہ انہوں نے حق کی تکذیب کی جس کے لانے میں تمام رسول مشترک تھے۔ ﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا﴾ اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا کیں جو اس حق کی صحت پر دلالت کرتی تھیں جنہیں صالح علیہ السلام لے کر آئے تھے' ان نشانیوں میں سے وہ اونٹنی بھی تھی جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی بہت بڑی نشانی تھی۔ ﴿فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ ''پس وہ ان سے منہ پھیرتے رہے'' وہ تکبر اور سرکشی کی بنا پر ان نشانیوں سے روگردانی کیا کرتے تھے۔

﴿وَكَانُوا﴾ ''اور تھے وہ'' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کثرت کی بنا پر ﴿يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِينَ﴾ ''تراشتے تھے پہاڑوں کے گھر اطمینان کے ساتھ'' یعنی اپنے گھروں میں ہر قسم کے خوف سے مطمئن ہو کر۔ پس اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا ہوتا اور اپنے نبی صالح علیہ السلام کی تصدیق کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو بے پناہ رزق عطا کرتا اور مختلف انواع کے دنیاوی اور اخروی ثواب کے ذریعے سے ان کی عزت افزائی کرتا۔ مگر انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے کہنے لگے: ﴿يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ (الاعراف: ۷/۷۷) ''اے صالح! لے آؤ وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر تم واقعی رسول ہو۔'' ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ﴾ ''سو پکڑ لیا ان کو چنگھاڑ نے' صبح ہونے کے وقت'' پس ان کے سینوں میں ان کے دل پارہ پارہ ہو کر رہ گئے اور وہ اپنے گھر میں ہلاک ہو کر اوندھے منہ پڑے

رہ گئے اور اس کے ساتھ ساتھ دائمی رسوائی اور لعنت نے ان کا پیچھا کیا۔ ﴿فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''پس کام نہ آیا ان کے جو کچھ وہ کماتے تھے۔'' کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم (عذاب) آ جاتا ہے تو پھر اس کو لشکروں کی کثرت، انصار و اعوان کی قوت اور مال و دولت کی بہتات واپس نہیں لوٹا سکتی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ
اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، مگر ساتھ حق کے، اور بے شک قیامت
لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾
البتہ آنیوالی ہے، پس آپ درگزر کریں (ان سے) درگزر کرنا اچھے انداز سے ○ بلاشبہ آپکا رب، وہی پیدا کرنیوالا، خوب جاننے والا ہے ○

یعنی ہم نے زمین و آسمان کو عبث اور باطل پیدا نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن سمجھتے ہیں۔ ﴿اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ بلکہ ہم نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے نیز زمین و آسمان اللہ کی قدرت کاملہ، بے پایاں رحمت، حکمت اور اس کے علم محیط پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس کے سوا کوئی دوسری ہستی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ﴿وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾ ''اور قیامت بے شک آنے والی ہے'' اور اس گھڑی کے آنے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ ابتدا میں زمین و آسمان کی تخلیق، مخلوقات کو دوسری مرتبہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔ ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ ''پس درگزر کریں اچھی طرح درگزر کرنا'' یعنی ان سے اس طرح درگزر کیجئے کہ اس میں کسی قسم کی اذیت نہ ہو بلکہ اس کے برعکس برائی کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیئے، اس کی تقصیر کو بخش دیجئے، تاکہ آپ اپنے رب سے بہت زیادہ اجر و ثواب حاصل کریں۔ کیونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے۔

اس آیت کریمہ کے جو معانی میں نے یہاں ذکر کیے ہیں مجھ پر اس سے بہتر معانی ظاہر ہوئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ...... رسول اللہ ﷺ کو جس کام کا حکم دیا گیا ہے وہ ہے نہایت اچھے طریقے سے درگزر کرنا، یعنی وہ اچھا طریقہ جو بغض، کینہ اور قولی و فعلی اذیت سے پاک ہو۔ اس طرح درگزر کرنا نہ ہو جو احسن طریقے سے نہیں ہوتا اور یہ ایسا درگزر کرنا ہے جو صحیح مقام پر نہ ہو۔ اس لئے جہاں سزا دینے کا تقاضا ہو وہاں عفو اور درگزر سے کام نہ لیا جائے، مثلاً زیادتی کرنے والے ظالموں کو سزا دینا، جن کو سزا کے سوا کوئی اور طریقہ درست نہیں کر سکتا...... یہ ہے اس آیت کریمہ کا معنی۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ﴾ بے شک آپ کا رب تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ ﴿الْعَلِيْمُ﴾ اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اس کی مخلوقات اور اس کے احاطۂ علم یعنی تمام کائنات میں سے کوئی چیز اسے بے بس نہیں کر سکتی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ

اور البتہ تحقیق دی ہیں ہم نے آپ کو سات (آیتیں) بار بار دہرائی جانے والیں اور قرآن عظیم ○ نہ ڈالیں آپ

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا

اپنی آنکھیں طرف اس (مال ومتاع) کے کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اسکے کئی قسم کے لوگوں کو ان (کافروں) میں سے، اور نہ

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ

غم کھائیں ان پر، اور جھکا دیں اپنا بازو مومنوں کے لئے ○ اور فرما دیجئے، بے شک میں تو خوب ڈرانے والا ہوں

الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

ظاہر ○ (ایسے ہی عذاب سے) جیسا کہ نازل کیا تھا ہم نے اوپر قسمیں کھانے والوں کے ○ وہ لوگ جنھوں نے کر دیا قرآن

عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾

کو ٹکڑے ٹکڑے ○ پس قسم ہے آپ کے رب کی! ہم ضرور پوچھیں گے ان سے سب سے ○ اس چیز کی بابت جو تھے وہ عمل کرتے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر اپنی نوازشوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ ﴾ ’’ہم نے دیں آپ کو سات آیتیں، دہرائی جانے والی‘‘ صحیح ترین تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد (السبع الطوال) ’’سات لمبی سورتیں‘‘ یعنی البقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الاعراف، الانفال اور التوبہ ہیں۔ یا اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ پس ﴿ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴾ کا عطف ’عام کا عطف خاص پر‘ کے باب سے ہوگا۔ کیونکہ ان بار بار پڑھی جانے والی سورتوں میں توحید، علوم غیب اور احکام جلیلہ کا ذکر کیا گیا ہے اور ان مضامین کو بار بار دہرایا گیا ہے اور ان مفسرین کے قول کے مطابق جو سورۂ فاتحہ کو (السبع المثانی) کی مراد قرار دیتے ہیں، معنی یہ ہے کہ یہ سات آیتیں ہیں جو ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول ﷺ کو قرآن عظیم اور اس کے ساتھ ’’سبع مثانی‘‘ عطا کیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہترین عطیے سے نواز دیا جس کے حصول میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رغبت رکھتے ہیں اور مومنین جس پر سب سے زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ فرمایا: ﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴾ (یونس: ۵۸/۱۰) ’’کہہ دیجئے کہ یہ اللہ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت کے سبب سے ہے، پس اس پر انہیں خوش ہونا چاہیے۔ یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔‘‘

بنابریں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ﴾ ’’آپ ان چیزوں کی طرف نظر نہ ڈالیں جو ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو برتنے کے لئے دیں‘‘ یعنی یہ چیزیں آپ کو اتنی زیادہ اچھی نہ لگیں کہ آپ کے فکر ونظر کو شہوات دنیا میں مشغول کر دیں جن سے دنیا پرست خوش حال لوگ متمتع ہو رہے ہیں اور ان کی وجہ سے جاہل لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سات بار بار دہرائی

جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا ہے اس کے ذریعے سے بے نیاز رہیے۔ ﴿ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ ﴾ ”اور ان پر غم نہ کھائیں“ کیونکہ ان سے کسی بھلائی کی امید اور کسی فائدہ کی توقع نہیں ہے۔ پس اہل ایمان کی صورت میں آپ کو بہترین نعم البدل اور افضل ترین عوض عطا کر دیا گیا ہے۔ ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ”اور مومنوں کے لئے اپنے بازو جھکائے رکھیں“ یعنی ان کے ساتھ نرم رویہ رکھیے اور ان کے ساتھ حسن اخلاق، محبت، تکریم اور مودت سے پیش آیئے۔ ﴿ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴾ ”اور کہہ دیجیے، میں تو کھول کر ڈرانے والا ہوں“ یعنی لوگوں کو ڈرانے، رسالت کی ادائیگی، قریب اور بعید، دوست اور دشمن کو تبلیغ کی ذمہ داری آپ (ﷺ) پر عائد ہے اسے پورا کیجئے۔ جب آپ نے یہ ذمہ داری ادا کر دی تو ان کا حساب آپ (ﷺ) پر ہے نہ آپ کا حساب ان کے ذمہ ہے۔ ﴿ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴾ ”جیسا کہ (عذاب) بھیجا ہم نے ان بانٹنے والوں پر“ یعنی (آپ ان کو اسی طرح عذاب سے ڈرا رہے ہیں) جیسے ہم نے اس چیز کو جھٹلانے والوں پر، جسے لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے، اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے میں کوشاں رہنے والوں پر، عذاب نازل کیا۔ ﴿ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴾ ”جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔“ یعنی جنہوں نے قرآن کو مختلف اصناف، اعضا اور اجزا میں تقسیم کر رکھا ہے اور اپنی خواہشات نفس کے مطابق اس میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض (قرآن کے متعلق) کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ کہانت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ افتراء پردازی ہے اور اس قسم کے دیگر اقوال جو ان جھٹلانے والے کفار نے پھیلا رکھے ہیں جو محض اس مقصد کے لئے قرآن میں جرح و قدح کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ہدایت کے راستے سے روک سکیں۔ ﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ ”پس قسم ہے آپ کے رب کی، ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے“ یعنی ان تمام لوگوں سے جنہوں نے اس قرآن میں جرح و قدح کی، اس میں عیب چینی اور اس میں تحریف کر کے اس کو بدل ڈالا۔ ﴿ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ”ان کاموں کے بارے میں جو وہ کرتے رہے۔“ یعنی ہم ان سے ان کے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھیں گے۔ یہ ان کے لئے سب سے بڑی ترہیب اور ان کے اعمال پر زجر و توبیخ ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ

پس کھول کر سنا دیں اس چیز کو کہ حکم دیئے گئے ہیں آپ (اس کا)، اور اعراض کریں مشرکوں سے ○ بلاشبہ ہم کافی ہیں آپ کو

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

استہزاء کرنے والوں سے ○ وہ لوگ جو بناتے ہیں ساتھ اللہ کے معبود دوسرے، پس عنقریب وہ جان لیں گے (انجام اپنا) ○

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ

اور البتہ تحقیق جانتے ہیں ہم کہ بے شک آپ، تنگ ہوتا ہے آپ کا سینہ بوجہ اس کے جو وہ کہتے ہیں ○ پس آپ تسبیح بیان کریں

بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

ساتھ حمد کے اپنے رب کی، اور ہوں آپ سجدہ کرنیوالوں سے ○ اور آپ عبادت کریں اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے آپکے پاس یقین (موت) ○

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ کفار مکہ اور اور دیگر کفار کو ہرگز خاطر میں نہ لائیں اور اس چیز کو کھلا کھلا بیان کر دیں جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے اور تمام لوگوں کے سامنے اس کا اعلان کر دیں، کوئی رکاوٹ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سے روک نہ دے اور ان مضطرب اذہان کے مالک لوگوں کی باتیں آپ کو اللہ کی راہ سے روک نہ دیں ﴿ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴾ ''اور مشرکین سے اعراض کریں۔'' یعنی مشرکین کی پروا نہ کیجیے اور اپنا کام کرتے رہیے۔ ﴿ اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴾ ''ہم تمہیں ان لوگوں کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہیں جو تم سے استہزا کرتے ہیں۔'' یعنی جو لوگ آپ کا اور اس حق کا جسے لے کر آپ مبعوث ہوئے ہیں تمسخر اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول سے یہ وعدہ ہے کہ تمسخر اڑانے والے آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کے مقابلہ میں، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا کر دکھایا، چنانچہ جس کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ اور حق کے ساتھ استہزاء کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کیا اور اسے بدترین طریقے سے قتل کیا۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا وصف بیان کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ جس طرح آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی ایذا دیتے ہیں۔ ﴿ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ﴾ ''جو کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرے معبود'' حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کا رب اور ان کا خالق ہے اور ان پر تمام احسان اسی کی طرف سے ہیں۔ ﴿ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴾ ''عنقریب وہ جان لیں گے'' یعنی جب وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو انہیں اپنے کرتوتوں کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ ﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴾ ''اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان باتوں سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں'' یعنی وہ آپ کی تکذیب اور استہزاء کی بابت جو باتیں کہتے ہیں، وہ ہمیں معلوم ہیں اور ہم عذاب کے ذریعے سے ان کے استیصال پر پوری پوری قدرت رکھتے ہیں نیز ان کو فوری طور پر وہ سزا دے سکتے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دے رہا ہے، تاہم ان کو مہمل نہیں چھوڑے گا۔

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴾ ''پس (اے محمد ﷺ) آپ اپنے رب کی خوبیاں بیان کریں کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوں۔'' یعنی نہایت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تسبیح وتحمید کیجیے اور نماز پڑھیے کیونکہ اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور یہ ذکر اور نماز آپ کے امور میں آپ کی مدد کریں گے۔ ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کیجیے' یہاں تک کہ آپ کے پاس یقینی بات آ جائے'' یعنی آپ کو موت آ جائے۔ یعنی اپنے تمام اوقات میں، اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے دائمی طور پر مختلف عبادات میں مصروف رہیے۔ پس نبی مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ آپ کو آپ کے رب کی طرف سے واپسی کا حکم آ پہنچا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

تفسیر سورۃ النحل

سُوْرَةُ النَّحْلِ (۱۶) مَكِّيَّةٌ (۷۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

اٰيَاتُهَا ۱۲۸ رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ

آ پہنچا حکم اللہ کا سو نہ جلدی طلب کرو تم اسے، پاک ہے وہ اور برتر ہے ان سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں ○ وہی نازل کرتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا

فرشتوں (جبریل) کو ساتھ روح (وحی) کے، اپنے حکم سے، اوپر جس کے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے، یہ کہ ڈراؤ تم (لوگوں کو)

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

کہ بے شک نہیں کوئی معبود مگر میں ہی، سو تم ڈرو مجھ ہی سے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے وعدے کو قریب بتلاتے ہوئے اور اس کے وقوع کو متحقق کرتے ہوئے فرماتا ہے:
﴿اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ ”اللہ کا حکم آ پہنچا، پس آپ اس میں جلدی نہ کریں“ کیونکہ یہ وعدہ ضرور آئے گا اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہی ہوتی ہے۔ ﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ”وہ پاک اور بلند ہے ان چیزوں سے جن کو وہ اس کا شریک بناتے ہیں“ اللہ تبارک و تعالیٰ شریک، بیٹے، بیوی اور ہمسر وغیرہ کی نسبت سے بالکل پاک ہے جن کو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے جلال کے لائق نہیں اور اس کے کمال کے منافی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ان سے منزہ قرار دیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کو اس کے دشمنوں نے متصف کیا ہے۔ اس لئے اس وحی کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے انبیاء و مرسلین پر نازل فرمائی جس کی اتباع کو وہ پسند فرماتا ہے۔ اس وحی میں ان صفات کمال کا ذکر فرمایا جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جانا چاہیے۔ فرمایا: ﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ﴾ ”وہ اتارتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے حکم سے“ یعنی اس وحی کے ساتھ، جس پر روح کی زندگی کا دارومدار ہے ﴿عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ”اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے“ یعنی ان بندوں پر وحی نازل فرماتا ہے جن کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ اس کی رسالت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

تمام انبیاء و مرسلین کی دعوت کا لب لباب اور اس کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ہے: ﴿اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ ”انہیں خبردار کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں“ یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور صفات عظمت میں اس کی وحدانیت کے بارے میں ڈراؤ، جو کہ درحقیقت صفات الوہیت ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاؤ جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اپنے رسول مبعوث کئے۔ تمام شرائع اللہ تعالیٰ

کی عبادت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زور دیتی ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مخالفت کرتا اور اس کے متضاد کام کرتا ہے یہ شرائع اس کے خلاف جہاد کرتی ہیں۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے دلائل و براہین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ساتھ حق کے، وہ برتر ہے ان سے جو وہ (اس کے) شریک ٹھہراتے ہیں ○ اس نے پیدا کیا انسان کو
مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ④ وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَکُمْ فِیْهَا دِفْءٌ
نطفے سے، پس ناگہاں (ہوگیا) وہ جھگڑنے والا صریح ○ اور چوپائے بھی، اسی نے پیدا کیا ان کو، تمہارے لئے ان میں گرماؤ ہے
وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْکُلُوْنَ ⑤ وَ لَکُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ
اور کئی فائدے ہیں، اور بعض ان میں سے تم کھاتے ہو ○ اور تمہارے لئے ان (چوپایوں) میں رونق بھی ہے، جب شام کے وقت تم چرا کر لاتے ہو
وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا
اور جب صبح کے وقت تم چرانے لے جاتے ہو ○ اور وہ اٹھالے جاتے ہیں بوجھ تمہارے طرف اس شہر کی کہ نہیں تھے تم پہنچنے والے اس (شہر) کو مگر
بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ⑦ وَّ الْخَیْلَ
ساتھ (سخت) مشقت جسمانی کے، بلاشبہ تمہارا رب بہت ہی شفقت کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ○ اور (اسی نے پیدا کئے) گھوڑے
وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَ زِیْنَةً ؕ وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَ عَلَی اللّٰهِ
اور خچر اور گدھے تاکہ تم سوار ہو ان پر، اور واسطے زینت کے، اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے ○ اور اوپر اللہ ہی کے (پہنچتی) ہے
قَصْدُ السَّبِیْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىکُمْ اَجْمَعِیْنَ ⑨ ع
سیدھی راہ، اور کچھ ان (راہوں) میں سے ٹیڑھی ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ہدایت دیتا تم کو سب کو ○

اس سورۂ مبارکہ کو ”سورۃ النعم“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے اصول اور اس کے قواعد بیان کئے ہیں اور اس کے آخر میں وہ امور بیان کئے ہیں جو ان کی تکمیل کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ اس نے زمین اور آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا تاکہ بندے اس کے ذریعے سے ان کے خالق کی عظمت اور اس کی صفات کمال پر استدلال کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اپنے ان بندوں کے رہنے کے لئے پیدا کیا ہے جو اس کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جس طرح اس نے اپنی شرائع میں ان کو حکم دیا ہے جن کو اس نے اپنے رسولوں کی زبان پر نازل فرمایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مشرکین کے شرک سے منزہ قرار دیا۔ فرمایا: ﴿ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴾ ”یہ لوگ جو شریک بناتے ہیں وہ اس سے بالاتر ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بہت بڑا ہے۔ وہی معبود حقیقی ہے جس کے سوا کسی اور

کی عبادت‘ کسی اور سے محبت اور کسی اور کے سامنے عاجزی کا اظہار مناسب نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کا ذکر کرنے کے بعد زمین و آسمان کی مخلوق کا ذکر فرمایا اور اشرف المخلوقات یعنی انسان سے اس کی ابتدا کی‘ چنانچہ فرمایا: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ”اس نے انسان کو ایک بوند سے پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ اس نطفہ کی تدبیر کرتا رہا اور اس کو نشوونما دیتا رہا یہاں تک کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر کامل اعضاء کے ساتھ کامل انسان بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بے شمار نعمتوں سے نوازا یہاں تک کہ اس کی تکمیل ہو گئی تو اپنے آپ پر فخر کرنے لگا اور خود پسندی کا شکار ہو گیا۔ فرمایا: ﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ ”پھر جبھی ہو گیا وہ علانیہ جھگڑا کرنے والا“ اس میں اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے رب کی مخالفت کرنے لگا‘ اس کا انکار کرنے لگا‘ اس کے انبیاء ورسل سے جھگڑنے لگا اور اس کی آیات کی تکذیب کرنے لگا۔ اس نے اپنی تخلیق کے اولین مراحل اور اس کی نعمتوں کو فراموش کر دیا اور ان نعمتوں کو نافرمانی میں استعمال کیا۔ اور اس معنی کا احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو نطفہ (بوند) سے پیدا کیا‘ پھر اس کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک کلام کرنے والا‘ ذہین‘ صاحب رائے‘ عقل مند انسان بن گیا تو جھگڑے اور بحث کرنے لگ گیا۔ پس بندے کو اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے اسے اس حالت تک پہنچایا۔ جس حالت تک پہنچنا کسی طرح بھی اس کی قدرت اور اختیار میں نہ تھا۔

﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ﴾ ”اور چوپایوں کو بھی اس نے تمہارے لیے پیدا کیا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو تمہاری خاطر‘ تمہارے فوائد اور مصالح کی خاطر تخلیق فرمایا۔ ان کے جملہ بڑے بڑے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے ﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ﴾ ”ان میں تمہارے لئے گرمی ہے“ جو تم ان کی صوف‘ ان کی پشم‘ ان کے بالوں سے لباس‘ بچھونے اور خیمے بنا کر حاصل کرتے ہو۔ ﴿وَّمَنَافِعُ﴾ اس کے علاوہ تمہارے لئے دیگر فوائد ہیں ﴿وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ”اور ان (جانوروں) میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔“ ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ﴾ ”اور تمہارے واسطے ان میں خوب صورتی ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو“ یعنی شام کے وقت ان مویشیوں کے گھر لوٹنے اور آرام کرنے اور صبح کے وقت چرنے کے لئے باہر جانے میں تمہارے لئے خوبصورتی ہے۔ ان چوپایوں کی خوبصورتی کا ان کے لئے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ تم ہی ہو جو ان مویشیوں کو‘ اپنے لباس‘ اپنی اولاد اور اپنے مال کو اپنے جمال کا ذریعہ بناتے ہو اور یہ چیزیں تمہیں اچھی لگتی ہیں۔

﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ﴾ ”اور وہ تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں۔“ یعنی یہ چوپائے تمہارے بھاری بوجھ اٹھاتے ہیں بلکہ وہ تمہیں بھی اٹھاتے ہیں۔ ﴿اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ﴾ ”ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں‘ مگر جان مار کر“ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے مطیع بنا دیا۔ ان میں سے بعض پر تم

سواری کرتے ہو اور بعض جانوروں پر تم جو چاہتے ہو بوجھ لادتے ہو اور دور دراز شہروں اور ملکوں تک لے جاتے ہو۔ ﴿اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ”بے شک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا' نہایت مہربان ہے“ اس نے تمہارے لئے ان تمام چیزوں کو مسخر کر دیا جن کی تمہیں ضرورت اور جن کی تمہیں حاجت تھی۔ پس ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے' جیسا کہ اس کے جلال' اس کی عظمت سلطنت اور اس کے بے پایاں جود و کرم کے لائق ہے۔

﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ﴾ ”اور گھوڑے' خچر اور گدھے“ یعنی ہم نے ان تمام چوپایوں کو تمہارے قابو میں دے دیا ﴿لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً﴾ ”تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے“ یعنی کبھی تو تم انہیں سواری کی ضرورت کے لئے استعمال کرتے ہو اور کبھی خوبصورتی اور زینت کی خاطر تم انہیں پالتے ہو۔ یہاں ان کو کھانے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہے۔ گھوڑوں کو بھی غالب طور پر کھانے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے برعکس اس کو کھانے کی غرض سے ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے' اس ڈر سے کہ کہیں ان کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔ ورنہ صحیحین میں حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ”اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے“ نزول قرآن کے بعد بہت سی ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن پر انسان بحر و بر اور فضا میں سواری کرتے ہیں اور جنہیں وہ اپنے فوائد اور مصالح کے لئے اپنے کام میں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعیان کے ساتھ ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صرف ایسی ہی چیزوں کا ذکر فرماتا ہے جن کو اس کے بندے جانتے ہوں یا جن کی نظیر کو وہ جانتے ہوں اور جس کی نظیر ان کے زمانے میں دنیا میں موجود نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتا تو لوگ اس چیز کو نہ پہچان سکتے اور یہ نہ سمجھ سکتے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ صرف جامع اصول ذکر فرماتا ہے جس میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جنہیں لوگ جانتے ہیں اور جنہیں لوگ نہیں جانتے۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کے بارے میں ان چیزوں کا نام لیا ہے جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کی نظیر کا مشاہدہ کرتے ہیں' مثلاً کھجور' انگور اور انار وغیرہ اور جس کی کوئی نظیر ہم نہیں جانتے' اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کا ذکر مجمل طور پر اپنے اس ارشاد میں کیا ہے۔ ﴿فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ﴾ (الرحمن: ۵۲/۵۵) ”ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہوں گے۔“ اسی طرح یہاں بھی صرف انہی سواریوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ہم متعارف ہیں' مثلاً گھوڑے' خچر' گدھے' اونٹ اور بحری جہاز وغیرہ اور باقی کو اس نے اس قول ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ میں مجمل رکھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں حسی راستے کا ذکر فرمایا' نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ عنایت فرمائی کہ وہ اس راستے کو اونٹوں اور دیگر سواریوں کے ذریعے سے طے کرتے ہیں...... وہاں اس معنوی راستے کا بھی ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ ”اور اللہ تک پہنچتا ہے سیدھا راستہ“ یعنی صراط

مستقیم جو قریب ترین اور مختصر ترین راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔

رہا عقائد و اعمال میں ظلم کا راستہ تو اس سے مراد ہر وہ راستہ ہے جو صراط مستقیم کی مخالفت کرتا ہے یہ راستہ اللہ تعالیٰ سے منقطع کر کے شقاوت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ پس ہدایت یافتہ لوگ اپنے رب کے حکم سے صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ ظلم و جور کے راستوں کو اختیار کرتے ہیں ﴿وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور اگر وہ چاہے تو سب کو ہدایت دے دے'' مگر اللہ تعالیٰ بعض کو اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا کرتا ہے اور بعض کو اپنے عدل و حکمت کی بنا پر گمراہ کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ

وہی ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی تمہارے لئے، اسی میں سے ہے پینا اور اسی سے (ہوتے) ہیں درخت، ان میں

تُسِيْمُوْنَ ⑩ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ

تم چراتے ہو (جانور) ○ وہی اگاتا ہے تمہارے لئے ساتھ اس (پانی) کے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪

اور ہر قسم کے پھل، بے شک اس میں (بڑی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ○

اللہ تبارک و تعالیٰ ان آیات کریمہ میں اپنی عظمت اور قدرت کے بارے میں انسان کو آگاہ فرماتا ہے اور ان آیات کے اختتام پر ﴿لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔'' کہہ کر اپنی قدرت کاملہ پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دی ہے، جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس رقیق و لطیف بادل سے پانی برسایا، یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے بکثرت پانی نازل کیا جسے وہ خود پیتے ہیں، اپنے مویشیوں کو پلاتے ہیں اور اس سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں، پس ان کھیتوں سے بے شمار پھل اور دیگر نعمتیں پیدا ہوتی ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ

اور تابع کر دیے اس نے واسطے تمہارے رات اور دن، اور سورج اور چاند، اور ستارے بھی تابع کر دیئے گئے ہیں ساتھ اسی کے حکم کے،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫ ۙ

بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں ○

یعنی یہ تمام چیزیں تمہارے فوائد اور تمہارے مختلف مصالح کے لئے مسخر کی ہیں کیونکہ تم ان چیزوں سے کبھی بھی بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ رات کے وقت تم سوتے ہو، سکون اور آرام حاصل کرتے ہو، دن کے وقت تم اپنی معاش اور اپنے دینی اور دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر زمین میں پھیل جاتے ہو۔ سورج اور چاند سے تمہیں روشنی، نور اور اجالا حاصل ہوتا ہے، اس سے درختوں، پھلوں اور نباتات کی اصلاح ہوتی ہے۔ زمین کی مختلف رطوبتوں

میں کمی واقع ہوتی ہے اور اس برودت کا ازالہ ہوتا ہے جو زمین اور حیوانی ابدان کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے...... اور اس قسم کی دیگر ضروریات و حوائج جن کا دارومدار سورج اور چاند کے وجود پر ہے۔ علاوہ ازیں چاند، سورج اور ستارے آسمان کی زینت ہیں، بحروبر کی تاریکیوں میں ان کے ذریعے سے راستے تلاش کئے جاتے ہیں، اوقات معلوم کئے جاتے ہیں اور زمانوں کا حساب لگایا جاتا ہے۔ جن سے مختلف انواع کے دلائل حاصل ہوتے ہیں اور آیات میں تصرف ہوتا ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ان سب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ﴿إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ ''بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں'' یعنی ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اور جس مقصد کے لیے یہ اشیاء بنائی اور تیار کی گئی ہیں اس میں غور و فکر اور تدبر کرتے ہوئے وہ اس عقل کو استعمال کرتے ہیں اور عقل جس چیز کو بھی دیکھتی یا سنتی ہے اسے سمجھتی ہے۔ نہ کہ غافلوں کی مانند نظر رکھنا، جو دیکھنے سے اتنے ہی بہرہ ور ہوتے ہیں جتنے وہ جانور جو عقل و فہم سے عاری ہیں۔

وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥٓ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ

اور (تابع کیں) وہ چیزیں جو اس نے پیدا کیں تمہارے لئے زمین میں، اس حال میں کہ مختلف ہیں رنگ ان کے، بے شک اس میں

لَءَايَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳﴾

البتہ (بڑی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں ○

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف انواع کے جو حیوانات، نباتات اور شجر وغیرہ پیدا کئے ہیں، جن کے رنگ ایک دوسرے سے مختلف اور جن کے فوائد بہت متنوع ہیں اور ان کو بندوں کے استفادے کے لئے زمین پر پھیلایا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت، بے پایاں احسان اور بے حساب فضل و کرم کی نشانیاں ہیں، نیز اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ﴿لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ﴾ ''ان لوگوں کے لئے نشانی ہیں جو سوچتے ہیں'' یعنی وہ لوگ جو اپنے حافظے میں علم نافع کو محفوظ رکھتے ہیں، پھر ان امور پر غور و فکر کرتے ہیں جن پر غور و فکر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے یہاں تک کہ وہ اس حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں جس پر یہ علم دلالت کرتا ہے۔

وَهُوَ ٱلَّذِى سَخَّرَ ٱلْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا۟ مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا۟ مِنْهُ

اور وہی ہے (اللہ) جس نے مسخر کیا سمندر کو تاکہ تم کھاؤ اس میں سے گوشت تروتازہ (مچھلی کا)، اور (تاکہ) نکالو تم اس میں سے

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى ٱلْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا۟

زیور کہ پہنتے ہو تم اس کو، اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں اس میں، اور تاکہ تم تلاش کرو

مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۴﴾

اس کا فضل (رزق)، اور تاکہ تم شکر کرو ○

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے ﴿الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ﴾ ''جس نے سمندر کو مسخر کیا'' اور تمہارے مختلف انواع کے فوائد کے لئے اسے تیار کیا۔ ﴿لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ ''تاکہ کھاؤ تم اس سے تازہ گوشت'' اس سے مراد مچھلی وغیرہ ہے جسے تم شکار کرتے ہو۔ ﴿وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا﴾ ''اور نکالو تم اس سے زیور جو تم پہنتے ہو'' جو تمہارے حسن و جمال میں اضافہ کرتے ہیں۔ ﴿وَتَرَى الْفُلْكَ﴾ ''اور تم دیکھتے ہو کشتیاں'' یعنی جہاز اور کشتیاں وغیرہ ﴿مَوَاخِرَ فِيْهِ﴾ ''چلتی ہیں اس میں پانی پھاڑ کر'' یعنی موجیں مارتے ہوئے ہولناک سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی کشتیاں ایک ملک سے دوسرے ملک تک جاتی ہیں جو مسافروں' ان کا رزق' ان کا مال اسباب اور ان کا سامان تجارت لے کر چلتی ہیں۔ سامان تجارت سے وہ رزق اور اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور تاکہ تم شکر کرو'' یعنی اس ہستی کا شکر ادا کرو جس نے تمہارے لئے یہ تمام چیزیں تیار کر کے تمہیں میسر کیں اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو جس نے تمہیں ان چیزوں سے نوازا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی شکر کا مستحق ہے اور اس کے لئے حمد و ثنا ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کو ان کی طلب سے زیادہ اور ان کی آرزوؤں سے بڑھ کر مصالح اور فوائد عطا کئے۔ اس کی حمد و ثنا کا شمار نہیں جا سکتا بلکہ وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے اپنی ثنا خود بیان کی۔

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

اور اس نے گاڑ دیے زمین میں مضبوط پہاڑ تاکہ (نہ) جھک پڑے وہ (کسی ایک طرف) تمہیں لے کر اور (بنائیں اس میں) نہریں اور راستے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯

تاکہ تم راہ پاؤ ○ اور (بنائیں) نشانیاں (بھی) اور ساتھ ستاروں کے بھی وہ راہ پاتے ہیں ○

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَلْقٰى﴾ ''اور رکھ دیے اس نے'' اللہ تعالیٰ نے بندوں کی خاطر ﴿فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ﴾ ''زمین میں بوجھ'' اس سے مراد بڑے بڑے پہاڑ ہیں تاکہ زمین مخلوق کے ساتھ ڈھلک نہ جائے اور تاکہ زمین پر کھیتی باڑی کر سکیں' اس پر عمارتیں بنا سکیں اور اس پر چل پھر سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین پر دریاؤں کو جاری کر دیا' وہ ان دریاؤں کو دور دراز زمین سے بہا کر اس زمین تک لاتا ہے جو ان کے پانی کی ضرورت مند ہے تاکہ وہ خود' ان کے مویشی اور کھیت سیراب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ دریا سطح زمین پر اور کچھ دریا سطح زمین کے نیچے جاری کئے' لوگ کنوئیں کھودتے ہیں یہاں تک کہ وہ زیر زمین بہنے والے دریاؤں تک پہنچ جاتے ہیں تب وہ رہٹ اور دیگر آلات کے ذریعے سے' جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کر دیا ہے...... ان زمینی دریاؤں (کے پانی) کو باہر نکالتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے کراں رحمت ہی ہے کہ اس نے زمین میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے جو دور دراز شہروں تک لے جاتے ہیں۔ ﴿لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ شاید کہ تم ان راستوں کے ذریعے سے اپنی منزل مقصود کو پا لو حتیٰ کہ تم ایسا علاقہ بھی پاؤ گے جو پہاڑوں کے سلسلے سے گھرا ہوا

ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں میں لوگوں کے لئے درے اور راستے بنادیے ہیں۔

أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تَعُدُّوا

کیا پس وہ (اللہ) جو (سب کچھ) پیدا کرتا ہے اُسکی طرح ہے جو (کچھ بھی) پیدا نہیں کرتا؟ کیا پس نہیں نصیحت حاصل کرتے تم؟○ اور اگر تم

نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ

نعمتیں اللہ کی، تو نہ گن سکو گے تم انکو، بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے○ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا

اور جو تم ظاہر کرتے ہو○ اور وہ لوگ جن کو وہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے، نہیں پیدا کر سکتے وہ کوئی چیز بھی

وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ ع ٢

جبکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں○ (وہ) مردے ہیں، نہیں ہیں زندہ، اور نہیں شعور رکھتے وہ کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے○

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم

معبود تمہارا، معبود ایک ہی ہے، پس وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اُن کے دل ہی انکاری ہیں (توحید کے) اور وہ

مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ

تکبر کرتے ہیں○ یقیناً بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں،

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾

بلاشبہ اللہ نہیں پسند کرتا تکبر کرنے والوں کو○

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ ذکر کرنے کے بعد کہ اس نے بڑی بڑی مخلوقات کو تخلیق کیا اور اس نے تمہیں لامحدود نعمتیں عطا کیں...... فرمایا کہ کوئی ہستی اس کے مشابہ ہے نہ اس کی برابری کر سکتی ہے اور نہ اس کی ہمسر ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿أَفَمَن يَخْلُقُ﴾ ''پس کیا وہ ہستی جو تمام مخلوقات کو پیدا کرتی ہے'' اور وہ جو ارادہ کرتی ہے اسے کر گزرتی ہے۔ ﴿كَمَن لَّا يَخْلُقُ﴾ ''اس ہستی کی مانند ہو سکتی ہے جو (کم یا زیادہ) کچھ بھی پیدا کرنے پر قادر نہیں۔'' ﴿أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ ''کیا تم (اتنا) نہیں سمجھتے'' کہ تم پہچان سکو کہ وہ ہستی جو تخلیق میں یکتا ہے، وہی ہر قسم کی عبودیت کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی تخلیق و تدبیر میں یکتا ہے اسی طرح وہ اپنی الوہیت، وحدانیت اور عبادت میں بھی یکتا ہے اور جس طرح اس وقت اس کا کوئی شریک نہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور دیگر چیزوں کو پیدا کیا۔ پس اس کی عبادت میں اس کے ہمسر نہ بناؤ بلکہ دین کو اس کے لئے خالص رکھو۔

﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ﴾ ''اور اگر تم شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے شکر سے صرف نظر کرتے ہوئے، صرف تعداد کے اعتبار سے ﴿لَا تُحْصُوهَا﴾ ''تو تم ان کو شمار نہیں کر سکو گے'' یعنی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا

تو کجا تم ان کو شمار بھی نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی نعمتیں‘ جو اس نے سانسوں اور لحظوں کی تعداد میں بندوں پر کی ہیں‘ جن میں سے کچھ کو وہ جانتے ہیں اور کچھ کو نہیں جانتے‘ اسی طرح جو تکلیفیں وہ ان سے دور فرماتا رہتا ہے‘ یہ سب اتنی زیادہ ہیں کہ حیطۂ شمار سے باہر ہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ ’’بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے‘‘ وہ معمولی سے شکر کو بھی قبول کر لیتا ہے باوجود اس بات کے کہ اس کے انعامات بہت زیادہ ہیں اور جیسے اس کی رحمت بے پایاں‘ اس کا جود و کرم لامحدود اور اس کی مغفرت تمام بندوں کو شامل ہے‘ ایسے ہی اس کا علم ان سب کو محیط ہے۔ ﴿يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ﴾ ’’وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔‘‘ اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے‘ وہ اس کے برعکس ہیں یعنی وہ کچھ نہیں جانتے۔ کیونکہ ﴿لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا﴾ ’’وہ (کم یا زیادہ) کچھ بھی تخلیق کرنے پر قادر نہیں ہیں‘‘ ﴿وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ ’’اور ان کو پیدا کیا گیا ہے۔‘‘ یعنی حالت یہ ہے کہ خود ان کو پیدا کیا گیا ہے وہ ہستیاں جو خود اپنے وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہوں وہ کیسے کوئی چیز پیدا کر سکتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام اوصاف کمال اور علم وغیرہ سے محروم ہیں۔ ﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ﴾ ’’وہ مردہ ہیں‘ زندہ نہیں‘‘ جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ وہ کچھ عقل رکھتے ہیں۔ کیا تم اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر ان کو معبود بناتے ہو؟ پس مشرکین کی مت ماری گئی ہے‘ ان کی عقل کتنی گمراہ اور کتنی فاسد ہے کہ وہ ان اشیاء میں بھی بہک گئی جن کا فساد بالکل واضح اور اظہر ہے۔

انہوں نے ان لوگوں کو جو ہر لحاظ سے ناقص‘ اوصاف کمال سے عاری اور افعال سے محروم ہیں...... اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دے دیا ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔ وہ ہر صفت کمال کا مالک ہے اور یہ صفت اس میں سب سے کامل اور سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کا علم کامل تمام اشیاء پر محیط‘ اس کی قدرت سب کو شامل اور اس کی رحمت بے حد و حساب ہے جو تمام کائنات پر سایہ کناں ہے۔ وہ حمد و ثنا‘ مجد و کبریاء اور عظمت کا مالک ہے‘ اس کی مخلوق میں کوئی بھی اس کی کسی صفت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ بنابریں فرمایا: ﴿إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ ’’تمہارا معبود‘ ایک معبود ہے‘‘ اور وہ ہے اللہ جو ایک اور یکتا ہے اور وہ بے نیاز ہے اس نے کسی کو جنم دیا ہے نہ اس کو کسی نے جنم دیا ہے اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں۔ پس عقل مند اور اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں میں بسا لیا ہے‘ ان کے دل اس سے بے پناہ محبت کرتے ہیں‘ بدنی اور مالی عبادات‘ اعمال قلوب اور اعمال جوارح میں سے جو کچھ بھی ان کی استطاعت میں ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کرتے ہیں اور اس کے اسمائے حسنیٰ‘ صفات علیا اور افعال مقدسہ کے ذکر کے ذریعے سے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔

﴿فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ﴾ ’’پس وہ لوگ‘ جن کو آخرت کا یقین نہیں‘ ان کے دل نہیں مانتے‘‘ یعنی ان کے دل اس امر عظیم کے منکر ہیں اور اس کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جن میں جہالت اور

عناد بہت زیادہ ہو اور یہ امر عظیم اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ ﴿وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ”اور وہ مغرور ہیں“ اور وہ تکبر ہی وجہ کی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرتے ہیں۔ ﴿لَا جَرَمَ﴾ ”کوئی شک نہیں۔“ یعنی یہ ایک اٹل حقیقت ہے ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ ”جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے کھلے چھپے قبیح اعمال کو جانتا ہے۔ ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴾ ”بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“ بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہوتا ہے وہ ان کو ان کے عمل کی جنس کے مطابق جزا دے گا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (غافر: ٦٠/٤٠) ”وہ لوگ جو تکبر کی بنا پر میری عبادت سے انکار کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ کیا ہے جو نازل کیا تمہارے رب نے؟ تو وہ کہتے ہیں، قصے کہانیاں پہلے لوگوں کی ○ تاکہ وہ اٹھائیں
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ
اپنے بوجھ پورے، دن قیامت کے، اور بوجھ ان لوگوں کے بھی جنہیں وہ گمراہ کرتے ہیں
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى
بغیر علم کے، آگاہ رہو! بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ اٹھا رہے ہیں ○ تحقیق مکر کیا تھا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، پس آیا
اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ
اللہ (کا عذاب) ان کی عمارت کو (تباہ کرنے) بنیادوں سے، پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے، اور آیا ان کے پاس
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ
عذاب جہاں سے نہیں شعور رکھتے تھے وہ ○ پھر دن قیامت کے اللہ رسوا کرے گا انہیں اور کہے گا،
اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ
کہاں ہیں میرے شریک وہ جو تھے تم جھگڑا کرتے ان کی بابت (مومنوں سے)؟ کہیں گے وہ لوگ جو دیے گئے علم، بلاشبہ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ ۙ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ
رسوائی آج کے دن اور برائی (عذاب) ہے اوپر کافروں کے ○ وہ لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کی روحیں فرشتے،
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ
اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر، پس پیش کریں گے وہ صلح (موت کے وقت یہ کہتے ہوئے) ”کہ نہیں تھے ہم عمل کرتے کوئی بھی برا
بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا
(کہتے ہیں فرشتے) کیوں نہیں؟ بیشک اللہ خوب جانتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے ○ (انہیں کہا جائے گا) پس داخل ہو جاؤ تم

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (۲۹)

دروازوں میں جہنم کے، ہمیشہ رہو گے اس میں، پس البتہ بہت ہی برا ہے ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا ○

اللہ تبارک وتعالیٰ آیات الٰہی کے بارے میں مشرکین کی شدت تکذیب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ﴾ ''جب ان سے کہا جاتا ہے' تمہارے رب نے کیا اتارا ہے؟''یعنی جب ان سے قرآن اور وحی' جو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر سب سے بڑی نعمت ہے...... کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے...... کہ تمہارا اس کی بابت کیا جواب ہے؟ کیا تم اس نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہو یا اس کی ناشکری کرتے ہوئے عناد رکھتے ہو؟''تو وہ بدترین جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں یہ ﴿اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں''یعنی یہ جھوٹ ہے جسے محمد (ﷺ) نے گھڑ لیا ہے۔ یہ گزرے ہوئے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جنہیں لوگ نسل در نسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں' ان میں کچھ قصے سچے ہیں اور بعض محض جھوٹے ہیں۔ یہ ان کا نظریہ تھا اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو اس نظریہ کے قبول کرنے کی دعوت دی اور اس طرح انہوں نے ان کا بوجھ اٹھایا اور قیامت تک کے لئے ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھا لیا جو ان کی پیروی کریں گے۔

﴿وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ''اور ان لوگوں کا بوجھ' جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بغیر علم کے''یعنی اپنے مقلدین کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کے پاس کوئی علم نہیں سوائے اس کے جس کی طرف یہ قائدین بلاتے ہیں۔ پس یہ قائدین ان کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ رہے وہ لوگ جو ان کے باطل ہونے کا علم رکھتے ہیں تو ان میں ہر ایک مستقل مجرم ہے کیونکہ وہ ان کے باطل نظریات کو جانتے ہیں جس طرح وہ خود جانتے ہیں۔ ﴿اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ ''سن رکھو کہ جو بوجھ یہ اٹھا رہے ہیں' برے ہیں۔''یعنی کتنا برا ہے وہ بھاری بوجھ جو انہوں نے اپنی پیٹھ پر اٹھا رکھا ہے۔ خود ان کے اپنے گناہوں کا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''تحقیق سازش کی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے''یعنی جنہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف سازشیں کیں اور ان کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے مختلف قسم کے حیلے ایجاد کئے اور اپنے مکروفریب کی اساس اور بنیاد پر خوفناک عمارت اور محل تعمیر کیے۔ ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ یعنی اللہ کے عذاب نے ان کے مکروفریب (کی عمارتوں) کو بنیادوں اور جڑوں سے اکھاڑ پھینکا، ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ ''پس گر پڑی ان پر چھت'' سازشوں کا تانا بانا بن کر انہوں نے مکروفریب کی جو عمارت کھڑی کی تھی ان کے لئے عذاب بن گئی جس کے ذریعے سے ان کو عذاب دیا گیا۔ ﴿وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور آیا ان کے پاس عذاب' جہاں سے ان کو خبر نہ تھی'' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ عمارت ان کو فائدہ دے گی اور ان کو عذاب سے بچا لے گی مگر اس کے برعکس انہوں نے جو بنیاد رکھی تھی

وہ ان کے لئے عذاب بن گئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے مکروفریب کے ابطال میں بہترین مثال دی ہے‘ کیونکہ جب انہوں نے رسولوں کی دعوت کی تکذیب کی تو انہوں نے خوب سوچ سمجھ کر ان کی تکذیب کی انہوں نے کچھ باطل اصول و قواعد وضع کیے جن کی طرف یہ رجوع کرتے تھے اور ان خودساختہ اصولوں کی بنا پر رسولوں کی دعوت کو ٹھکراتے تھے‘ نیز انبیاء ورسل اور ان کے متبعین کو نقصان اور تکالیف پہنچانے کے لئے حیلے وضع کرتے تھے۔ پس ان کا مکروفریب ان کے لئے وبال بن گیا اور ان کی تدبیریں خود ان کی تباہی کا باعث بن گئیں۔ کیونکہ ان کا مکروفریب انتہائی برا کام تھا ﴿وَلَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّیٴُ اِلَّا بِاَہۡلِہٖ﴾ (فاطر: ۳۵/ ۴۳) ’’اور مکروفریب کا وبال انہی پر پڑتا ہے جو مکروفریب کرتے ہیں۔‘‘ یہ تو ہے دنیا کا عذاب‘ اور آخرت کا عذاب اس سے زیادہ رسواکن ہے‘ اس لئے فرمایا: ﴿ثُمَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یُخۡزِیۡہِمۡ﴾ ’’پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا ان کو‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ برسرعام خلائق کے سامنے ان کو رسوا کرے گا‘ ان کے جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر ان کی افتراپردازی کو آشکارا کرے گا۔ ﴿یَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تُشَآقُّوۡنَ فِیۡہِمۡ﴾ ’’اور کہے گا‘ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن پر تم کو بڑی ضد تھی‘‘ یعنی جن کی خاطر تم اللہ تعالیٰ اور حزب اللہ سے عداوت اور ان سے جنگ کرتے اور ان کے بارے میں یہ زعم باطل رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کرے گا تو ان کے پاس اپنی گمراہی کے اقرار اور اپنے عناد کے اعتراف کے سوا کوئی جواب نہ ہوگا۔ پس وہ کہیں گے: ﴿ضَلُّوۡا عَنَّا وَ شَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ﴾ (الاعراف ۷/ ۳۷) ’’وہ سب غائب ہوگئے اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ واقعی وہ حق کا انکار کیا کرتے تھے۔‘‘ ﴿قَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ﴾ ’’وہ لوگ کہیں گے جن کو علم دیا گیا تھا‘‘ یعنی علمائے ربانی ﴿اِنَّ الۡخِزۡیَ الۡیَوۡمَ﴾ ’’بے شک رسوائی آج کے دن‘‘ یعنی قیامت کے روز ﴿وَ السُّوۡٓءَ﴾ ’’اور برائی‘‘ یعنی بہت برا عذاب ﴿عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ﴾ ’’کافروں پر ہے‘‘ اس آیت کریمہ میں اہل علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اس دنیا میں حق بولتے ہیں اور اس روز بھی حق بات کہیں گے جس روز گواہ کھڑے ہوں گے اور ان کی بات اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک قابل اعتبار ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ ان کی وفات کے وقت اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے کیا سلوک کرے گا‘ چنانچہ فرمایا: ﴿الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ﴾ ’’جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں جب کہ وہ اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے ہیں۔‘‘ یعنی فرشتے اس حال میں ان کی جان قبض کررہے ہوں گے کہ ان کا ظلم اور ان کی گمراہی اپنے عروج پر ہوگی اور ظالم لوگ جس طرح وہاں‘ مختلف قسم کے عذاب‘ رسوائی اور اہانت سے دوچار ہوں گے‘ معلوم ہوجائے گا۔ ﴿فَاَلۡقَوُا السَّلَمَ﴾ ’’تب وہ ظاہر کریں گے فرماں برداری‘‘

یعنی اس وقت وہ بڑی فرمانبرداری کا اظہار اور اپنے ان معبودوں کا انکار کریں گے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور کہیں گے: ﴿مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ﴾ ”ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔“ ان سے کہا جائے گا: ﴿بَلٰٓى﴾ ”کیوں نہیں“ تم برائی کیا کرتے تھے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ”یقیناً اللہ تم جو کچھ کرتے تھے‘ جانتا ہے“ پس تمہارا انکار تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ ان کے یہ احوال قیامت کے بعض مقامات پر ہوں گے۔ وہ یہ گمان کرتے ہوئے‘ دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا انکار کر دیں گے کہ ان کا یہ انکار ان کو کچھ فائدہ دے گا۔ مگر جب ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے اور ان کے اعمال لوگوں کے سامنے آشکارا ہو جائیں گے تو اپنے کرتوتوں کا اقرار اور اعتراف کر لیں گے‘ اس لئے وہ اس وقت تک جہنم میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کر لیں گے۔ جب وہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہوں گے تو تمام گناہ گار اپنے گناہ کے مطابق اور اپنے حسب حال دروازوں میں سے داخل ہوں گے۔ ﴿فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ”پس کیا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا“ یعنی جہنم کی آگ‘ کیونکہ یہ حسرت و ندامت کا ٹھکانا‘ الم و شقاوت کی منزل‘ رنج و غم کا مقام اور اللہ حیی و قیوم کی سخت ناراضی کا موقع ہو گا۔ جہنم کا عذاب ان سے دور نہ کیا جائے گا‘ جہنم کے عذاب کی المناکی کو ان سے ایک دن کے لئے بھی رفع نہ کیا جائے گا۔ رب رحیم ان سے منہ پھیر لے گا اور ان کو عذاب عظیم کا مزا چکھائے گا۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

اور (جب) کہا جاتا ہے ان لوگوں سے جو پرہیز گار ہوئے کیا چیز ہے جو نازل کی تمہارے رب نے؟ تو وہ کہتے ہیں، خیر، ان لوگوں کیلئے جنہوں نے نیکی کی

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾

اس دنیا میں، (بدلہ ہے) اچھا، اور البتہ گھر آخرت کا بہترین ہے، اور یقیناً بہت ہی اچھا ہے گھر پرہیز گاروں کا ○ (یعنی)

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ

باغات ہمیشہ کے، وہ داخل ہوں گے ان میں، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، واسطے ان کے ہو گا ان میں جو کچھ وہ چاہیں گے،

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ

اسطرح ہی جزاء دیتا ہے اللہ متقی لوگوں کو ○ وہ لوگ کہ قبض کرتے ہیں انکی روحیں فرشتے، درآنحالیکہ وہ پاک ہوتے ہیں (کفر و شرک سے)

يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

تو کہتے ہیں (فرشتے) سلام ہو تم پر، داخل ہو جاؤ تم جنت میں بوجہ ان کے جو تھے تم عمل کرتے ○

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کو جھٹلایا‘ ان کے قول کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ کے قول کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا کہ اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے‘ وہ ایک عظیم نعمت اور بڑی

بھلائی ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے بندوں پر احسان فرمایا۔ (ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے) پس انہوں نے اس نعمت کا قبولیت اور اطاعت کے جذبے کے ساتھ استقبال کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پس انہوں نے اسے جانا اور اس پر عمل کیا۔ ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا﴾ ’’ان کے لیے جو نیکو کار ہیں۔‘‘ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مقام احسان پر فائز ہوئے اور انہوں نے اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی ﴿فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ﴾ ’’اس دنیا میں بھلائی ہے‘‘ یعنی اس دنیا میں ان کے لئے وسیع رزق، بہترین زندگی، اطمینان قلب اور امن و سرور ہے۔ ﴿وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ﴾ ’’اور آخرت کا گھر بہت ہی اچھا ہے۔‘‘ یعنی آخرت کا گھر دنیا کے گھر اور اس میں موجود لذات و شہوات سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی نعمتیں بہت کم، مختلف قسم کی آفات سے گھری ہوئی اور آخر کار ختم ہو جانے والی ہیں۔ اس کے برعکس آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں اس لئے فرمایا: ﴿وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ﴾ ’’اور کیا خوب گھر ہے پرہیز گاروں کا، باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے، جن میں وہ داخل ہوں گے، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، ان کے لئے وہاں وہ ہے جو وہ چاہیں گے‘‘ یعنی جب بھی ان کے دل کسی چیز کی آرزو اور اس کا ارادہ کریں گے تو وہ چیز انہیں اپنی کامل ترین شکل میں حاصل ہو جائے گی، یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ کوئی ایسی نعمت طلب کریں جس میں ان کے دلوں کی لذت اور روح کا سرور ہو اور وہ حاضر نہ ہو اس لئے اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ہر وہ چیز عطا کرے گا جس کی وہ تمنا کریں گے حتیٰ کہ وہ ان کو ایسی ایسی نعمتیں یاد دلائے گا جو کبھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی ہوں گی۔

نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس کے کرم کی کوئی انتہا اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ اس کی صفات ذات، صفات افعال، ان صفات کے آثار اور اس کے اقتدار اور بادشاہی کی عظمت و جلالت میں، کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے ﴿كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ’’اللہ پرہیز گاروں کو اسی طرح جزا دیتا ہے‘‘ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ان فرائض کو ادا کرتے ہیں جو ان کے ذمے عائد ہیں، یعنی وہ فرائض و واجبات جو قلب، بدن، زبان اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہیں اور ان تمام امور کو ترک کر دینا جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ’’وہ لوگ، فرشتے جن کی جان قبض کرتے ہیں‘‘ اس حالت میں کہ وہ دائمی طور پر تقویٰ کا التزام کرتے ہیں۔ ﴿طَيِّبِيْنَ﴾ ’’وہ پاکیزہ ہیں‘‘ یعنی وہ ہر نقص اور گندگی سے پاک صاف رہتے ہیں جو ایمان میں خلل انداز ہوتی ہے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے، ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر و ثنا سے اور ان کے جوارح اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے شاد کام ہوتے ہیں۔ ﴿يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ﴾ ’’فرشتے کہتے ہیں، تم پر سلامتی ہو‘‘ تمہارے لئے خاص طور پر کامل سلام اور ہر آفت سے سلامتی اور تم ہر ناپسندیدہ چیز سے محفوظ ہو۔ ﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ’’جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں جنت میں

داخل ہو جاؤ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے حکم کی تعمیل کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ عمل ہی دراصل جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نجات کا سبب ہے اور اس عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ انسانوں کی قوت و اختیار سے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ
نہیں انتظار کرتے وہ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے حکم آپ کے رب کا، اس طرح ہی کیا تھا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾
ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، اور نہیں ظلم کیا تھا ان پر اللہ نے، لیکن تھے وہ (خود ہی) اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ○
فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾
پس پہنچی انکو (جزاء) ان برائیوں کی جن کا ارتکاب انہوں نے کیا، اور گھیر لیا انکو اس عذاب نے کہ تھے وہ ساتھ اسکے استہزاء کرتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: کیا یہ لوگ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی آیتیں آئیں مگر وہ ایمان نہ لائے انہیں نصیحت کی گئی مگر انہوں نے نصیحت نہ پکڑی...... اس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ ﴿ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ ''کہ فرشتے (ان کی روح قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آئیں''۔ ﴿ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ﴾ ''یا تمہارے رب کا حکم (عذاب) نازل ہو جائے'' کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو عذاب کے وقوع کا مستحق بنا لیا ہے۔ ﴿ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ ''اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے'' انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا انکار کیا، پھر وہ اس وقت تک ایمان نہ لائے جب تک ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوا ﴿ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ ﴾ ''اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ نے'' یعنی جب ان پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا۔ ﴿ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾ ''لیکن وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والے تھے'' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ ان کا انجام اللہ تعالیٰ کے اکرام و تکریم کا حصول ہو۔ پس انہوں نے ظلم کیا اور اس چیز کو ترک کر دیا جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا تھا اور انہوں نے اپنے نفوس کو دائمی اہانت اور پیچھا نہ چھوڑنے والی بدبختی کے سامنے پیش کر دیا۔ ﴿ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا ﴾ ''پھر پڑے ان کے سر ان کے برے کام'' یعنی ان کے اعمال بد کے اثرات اور ان کی سزا ﴿ وَحَاقَ بِهِمْ ﴾ ''اور الٹ پڑا ان پر'' یعنی ان پر وہ عذاب نازل ہوا ﴿ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ ''جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے'' کیونکہ ان کے رسولوں نے جب انہیں عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے ان سے استہزا کیا اور جو خبر انہوں نے دی اس کا تمسخر اڑایا آخر ان پر وہ عذاب ٹوٹ پڑا جس کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ
اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے شریک ٹھہرائے، اگر چاہتا اللہ، تو نہ عبادت کرتے ہم سوائے اللہ کے کسی (اور) چیز کی، ہم اور نہ

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

ہمارے باپ دادا ہی، اور نہ حرام کرتے ہم بغیر اس (کے حکم) کے کسی چیز کو، اس طرح ہی کیا تھا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے،

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

پس نہیں ہے اوپر رسولوں کے (کچھ اور) مگر پہنچا دینا صریح ○

مشرکین اپنے شرک پر مشیت الٰہی کو دلیل بناتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ کبھی شرک نہ کرتے اور نہ وہ ان مویشیوں کو حرام ٹھہراتے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے‘ مثلاً بحیرہ‘ وصیلہ اور حام وغیرہ...... مگر ان کی یہ دلیل باطل ہے اگر ان کی یہ دلیل صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان سے پہلے لوگوں کو ان کے شرک کی پاداش میں کبھی عذاب نہ دیتا اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کو سخت عذاب کا مزا چکھایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو پسند کرتا تو ان کو کبھی عذاب نہ دیتا۔ دراصل حق کو‘ جسے رسول لے کر آئے‘ رد کرنے کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ان کے پاس کوئی دلیل نہیں‘ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو امرونہی کا پابند بنایا ہے‘ ان کو اسی چیز کا مکلف ٹھہرایا ہے جس پر عمل پیرا ہونا ممکن ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے اور دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی ان کو قوت عطا کی ہے جس سے ان کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا قضاء و قدر کو دلیل بنانا سب سے بڑا باطل ہے اور ہر شخص حسی طور پر جانتا ہے کہ انسان جس فعل کا ارادہ کرتا ہے‘ اسے اس کو کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے‘ اس میں کوئی نزاع نہیں ہے‘ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب اور عقلی اور حسی امور کی تکذیب کا ارتکاب کیا۔ ﴿فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ”پس رسولوں کی ذمے داری‘ کھول کر پہنچا دینا ہے“ یعنی واضح اور ظاہر ابلاغ جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے اور کسی کے پاس اللہ تعالیٰ کے خلاف کوئی حجت نہ رہے۔ جب انبیاء و رسل ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اوامر و نواہی پہنچا دیتے ہیں اور وہ اس کے مقابلے میں تقدیر کا بہانہ کرتے ہیں‘ تو رسولوں کے اختیار میں کچھ نہیں‘ ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمے ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول یہ کہ عبادت کرو تم اللہ کی اور بچو تم طاغوت سے،

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

پھر بعض ان میں سے وہ تھے جنہیں ہدایت دی اللہ نے، اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ ثابت ہوگئی ان پر گمراہی، پس سیر کرو تم زمین میں

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰي هُدٰىهُمْ

پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا؟ ○ اگر حرص کریں آپ ان کو ہدایت پر لانے کی،

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

تو بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا اس کو جسے وہ گمراہ کرتا ہے، اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مددگار ○

اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ تمام قوموں میں اس کی حجت قائم ہو چکی ہے' نیز یہ کہ متقدمین یا متاخرین میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول مبعوث نہ فرمایا ہو اور تمام رسول ایک دعوت اور ایک دین پر متفق تھے اور وہ ہے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (غیر اللہ کی عبادت) سے بچو۔'' پس قومیں' انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے اور رد کرنے کی بنیاد پر دو گروہوں میں منقسم ہو گئیں۔ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ﴾ ''بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی'' پس انہوں نے علم وعمل کے لحاظ سے رسولوں کی اتباع کی ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾ ''اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن پر گمراہی ثابت ہو گئی'' پس انہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ ﴿فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''پس تم (اپنے قلب وبدن کے ساتھ) زمین پر چلو پھرو۔'' ﴿فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا'' پس تم روئے زمین پر بڑی بڑی عجیب چیزوں کا مشاہدہ کرو گے۔ تم جھٹلانے والا کوئی ایسا شخص نہیں پاؤ گے جس کا انجام ہلاکت نہ ہو۔ ﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ﴾ ''اگر آپ خواہش رکھیں ان کی ہدایت کی'' اور اس بارے میں آپ اپنی جدوجہد صرف کریں ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ﴾ ''تو اللہ اس کو ہدایت نہیں دیتا جس کو وہ گمراہ کر دے'' اگرچہ وہ ہدایت کا ہر سبب ہی کیوں نہ استعمال کر لے' اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نہ نوازے گا۔ ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ ''اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں'' جو اللہ کے عذاب کے مقابلے میں ان کی مدد کر سکیں اور ان کو اللہ کے عذاب سے بچا سکیں۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا

اور قسمیں کھائیں انہوں نے اللہ کی، اپنی پختہ قسمیں' کہ نہیں دوبارہ اٹھائے گا اللہ اسکو جو مر جاتا ہے، کیوں نہیں؟ (ضرور اٹھائے گا) وعدہ ہے

عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

اس کے ذمے سچا' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ تاکہ واضح کرے ان کے لیے وہ چیز کہ

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا

اختلاف کرتے تھے وہ اس میں، اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ بے شک وہی تھے جھوٹے ○ یقیناً

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع ۵/۴

ہمارا کہنا کسی بھی چیز کے لیے، جب ارادہ کریں ہم اس کا، (یہ ہوتا ہے) کہ ہم کہتے ہیں اس کو ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے ○

اپنے رسولوں کو جھٹلانے والے مشرکین کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ ”اور یہ اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں۔“ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب پر بہت پکی قسمیں کھاتے ہیں اور اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا نہ وہ ان کے مٹی ہو جانے کے بعد ان کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جھٹلاتے ہوئے کہتا ہے: ﴿بَلٰى﴾ ”کیوں نہیں۔“ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا‘ پھر انہیں ایسے روز اکٹھا کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا﴾ ”اس پر وعدہ ہو چکا ہے پکا“ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے نہ اسے تبدیل کرتا ہے ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی اور جزا سزا کو جھٹلانا ان کی سب سے بڑی جہالت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ زندگی بعد موت اور سزا و جزا کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ﴾ ”تاکہ وہ ان کے سامنے واضح کرے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں“ وہ مسائل بڑے ہوں یا چھوٹے۔ پس وہ ان کے حقائق کو بیان کرے گا۔ ﴿وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴾ ”اور تاکہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔“ حتیٰ کہ وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے اعمال ان کے لئے حسرت کا باعث ہیں اور جب آپ کے رب کا حکم آ گیا تو ان کے خود ساختہ معبود ان کی کوئی مدد نہ کر سکے جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور اس وقت وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے معبودان باطل جہنم کا ایندھن ہیں اور سورج اور چاند بے نور کر دیئے جائیں گے‘ ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے اور جو لوگ سورج‘ چاند اور ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے سامنے مسخر ہیں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے ”ہو جا“ اور وہ ہو جاتی ہے بغیر اس کے کہ کوئی جھگڑا ہو یا کوئی رکاوٹ بلکہ وہ چیز اس کے ارادے اور مشیت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا

اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں بعد اس کے کہ وہ ظلم کئے گئے، البتہ ضرور ٹھکانا دیں گے ہم ان کو دنیا میں

حَسَنَةًؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

وقف لازم

اچھا، اور البتہ اجر آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے، کاش! کہ ہوتے وہ جانتے ○ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور وہ اوپر اپنے رب کے بھروسہ کرتے ہیں ○

اللہ تبارک و تعالیٰ ان اہل ایمان کی فضیلت سے آگاہ کرتا ہے جن کو امتحان میں ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ فرمایا

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ﴾ ”جنہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) ہجرت کی“ ﴿مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾ ”بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا“ یعنی ان کی قوم کی طرف سے اذیت اور تعذیب کے ذریعے سے ان پر ظلم کیا گیا‘ کفر اور شرک کی طرف واپس لانے کے لئے ان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا گیا۔ پس انہوں نے اپنے وطن اور دوست احباب کو اللہ رحمٰن کی اطاعت کی خاطر چھوڑ دیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ثواب کی دو اقسام بیان کی ہیں:

(۱) دنیاوی ثواب: یعنی کشادہ رزق اور خوشحال زندگی۔ اس ثواب کا انہوں نے ہجرت کے بعد اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف فتح و نصرت حاصل کی‘ ان کے شہر فتح کئے‘ انہیں غنیمت میں بہت سا مال ہاتھ آیا جس سے وہ مال دار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دنیا ہی میں بھلائی سے نواز دیا۔

(۲) اخروی ثواب: ﴿وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ﴾ ”اور آخرت کا اجر“ یعنی وہ ثواب جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبان پر کیا ہے‘ ﴿اَكْبَرُ﴾ ”(دنیا کے ثواب سے) بہت بڑا ہے۔“ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (التوبۃ: ۹/ ۲۰-۲۲) ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کیا‘ ان کے لئے اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ کامیاب ہیں ان کا رب انہیں اپنی رحمت‘ خوشنودی اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں ان جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔“ ﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”کاش وہ جانتے۔“ یعنی کاش انہیں اس اجر و ثواب کا علم اور یقین ہوتا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اس کی راہ میں ہجرت کی اور ہجرت کرنے سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ ”وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں۔“ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی‘ اللہ تعالیٰ کی تکلیف دہ قضا و قدر اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اذیتوں پر صبر کرتے ہیں ﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ”اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب امور کے نفاذ میں اپنے آپ پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے تمام معاملات سرانجام پاتے ہیں اور ان کے احوال درست رہتے ہیں کیونکہ صبر اور توکل تمام امور کا سرمایہ ہے۔

جب بھی کوئی شخص کسی بھلائی سے محروم ہوتا ہے تو عدم صبر اور اپنے مقصود میں عدم جہد کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل نہیں کرتا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے آپ سے مگر مرد ہی، ہم وحی کرتے تھے ان کی طرف، پس پوچھو تم اہل کتاب سے

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ

اگر ہو تم نہیں جانتے ○ (ہم نے بھیجا تھا انہیں) ساتھ دلیلوں اور کتابوں کے، اور نازل کیا ہم نے آپکی طرف ذکر (قرآن)

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾

تاکہ بیان کریں آپ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے ان کی طرف اور تاکہ وہ بھی غور وفکر کریں ○

النصف

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرماتا ہے: ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا ﴾ ’’نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مردوں ہی کو‘‘ یعنی آپ ﷺ کوئی نئے اور انوکھے رسول نہیں ہیں۔ پس آپ سے پہلے ہم نے فرشتوں کو رسول بنا کر نہیں بھیجا بلکہ کامل ترین انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اسی طرح عورتوں میں سے بھی کسی عورت کو رسول نہیں بنایا۔ ﴿ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ﴾ ’’وحی کرتے تھے ہم ان کی طرف‘‘ ہم ان رسولوں کی طرف شریعت اور احکام وحی کرتے تھے جو بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے اور یہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔

﴿ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ﴾ ’’پس پوچھو یاد رکھنے والوں سے‘‘ یعنی اہل کتاب سے ﴿ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ’’اگر تم نہیں جانتے۔‘‘ یعنی اگر تمہیں گزشتہ امتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں اور تمہیں شک ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رسول بنایا ہے یا نہیں تو تم ان لوگوں سے پوچھ لو جو اس کا علم رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور معجزات نازل ہوئے جنہوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور سمجھا۔ ان سب کے ہاں یہ بات متحقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بستیوں میں سے صرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ کا عموم اہل علم کی مدح پر دلالت کرتا ہے، نیز علم کی تمام انواع میں کتاب اللہ کا علم بلند ترین علم ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو علم نہیں رکھتا حکم دیا ہے کہ وہ تمام حوادث میں اہل علم کی طرف رجوع کرے۔ یہ آیت کریمہ اہل علم کی تعدیل اور ان کے تزکیہ کو بھی متضمن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے، نیز جاہل آدمی اہل علم سے سوال کرنے پر گرفت سے نکل جاتا ہے۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کو اپنی وحی اور تنزیل کا امین بنایا ہے اور وہ تزکیہ اور صفات کمال سے متصف ہونے پر مامور ہیں اور اہل ذکر میں بہترین لوگ اہل قرآن ہیں کیونکہ وہی درحقیقت اہل ذکر ہیں اور دوسروں کی

نسبت زیادہ اس نام کے مستحق ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ ﴾ ''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا''، یعنی قرآن جس میں ہر وہ چیز مذکور ہے' جس کی بندوں کو ظاہری اور باطنی طور پر اپنے دینی اور دنیاوی امور میں سخت ضرورت ہے۔ ﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾ ''تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ان باتوں کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کی گئیں'' اور یہ 'تبیین' الفاظ اور معانی دونوں کو شامل ہے۔ ﴿ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ ''اور تا کہ وہ غور و فکر کریں'' پس وہ اس میں غور و فکر کر کے اپنی استعداد اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کے مطابق' اس کے علوم میں سے معانی کے خزانوں کا استخراج کریں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

کیا پس بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے تدبیریں کیں بری (اس بات سے) کہ دھنسا دے اللہ انکو زمین میں؟ یا آئے ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

عذاب جہاں سے نہ شعور رکھتے ہوں وہ؟ ○ یا وہ پکڑ لے ان کو ان کے چلتے پھرتے (کی حالت) میں پس نہیں وہ

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

عاجز کر سکنے (اللہ کو) ○ یا وہ پکڑ لے انکو اوپر انکی خوف زدگی کے؟ پس بے شک تمہارا رب البتہ بہت ہی شفقت کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ○

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکار کرنے والوں' جھٹلانے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تخویف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں غفلت میں نہ آ پکڑے اور انہیں شعور تک نہ ہو۔ یہ عذاب ان پر یا تو اوپر سے نازل ہو' یا نیچے سے پھوٹ پڑے' جیسے زمین میں دھنس جانے یا کسی اور صورت میں ظاہر ہو یا یہ عذاب ان پر اس وقت نازل ہو' جب وہ زمین پر چل پھر رہے ہوں اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اور عذاب کا نازل ہونا ان کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو یا اس حال میں ان پر عذاب نازل ہو کہ وہ عذاب سے خائف ہوں۔ پس وہ کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نہایت مہربان اور بہت رحیم ہے' وہ گناہ گاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کو معاف کر دیتا ہے' وہ ان کو رزق سے نوازتا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اسے اور اس کے اولیاء کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے توبہ کے دروازے کھول رکھے ہیں' وہ انہیں گناہوں کو ختم کرنے کی دعوت دیتا ہے' جو ان کے لئے سخت ضرر رساں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس کے بدلے میں بہترین اکرام و تکریم اور ان کے گناہوں کو بخش دینے کا وعدہ کرتا ہے...... پس مجرم کو اپنے رب سے شرمانا چاہیے کہ اس کی نعمتیں ہر حال میں اس پر نازل ہوتی رہتی ہیں اور اس کے بدلے میں اس کی طرف سے ہر وقت نافرمانیاں اپنے رب کی طرف بلند ہوتی

ہیں۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے مہمل نہیں چھوڑتا اور جب وہ گناہ گار نافرمان کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ ایک غالب اور مقتدر ہستی کی پکڑ ہے۔ پس اسے توبہ کرنی چاہیے اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ بس اس کی بے پایاں رحمت اور اس کے لامحدود احسان کے سائے کے نیچے آجاؤ اور جلدی سے اس راستے پر گامزن ہو جاؤ جو رب رحیم کے فضل و کرم کی منزل تک پہنچاتا ہے اور یہ راستہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کے محبوب اور پسندیدہ امور پر عمل کرنے سے عبارت ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے اس بات کو کہ جو بھی پیدا کی اللہ نے کوئی چیز، جھکتا ہے سایہ اس کا دائیں اور بائیں طرف سے،

سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو، اور وہ (اسکے سامنے) عاجز ہیں ○ اور واسطے اللہ ہی کے سجدہ کرتی ہے جو چیز ہے آسمانوں میں اور جو چیز ہے زمین پر

مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ

چلنے والوں میں سے اور فرشتے بھی، اور نہیں وہ تکبر کرتے ○ وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے، اپنے اوپر سے

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ السجدة

اور وہ کرتے ہیں (وہی کچھ) جو وہ حکم دیے جاتے ہیں ○

السجدة ۳ ع ۱۴

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا ﴾ ”کیا انہوں نے نہیں دیکھا“ یعنی کیا اپنے رب کی توحید' اس کی عظمت اور اس کے کمال میں شک کرنے والوں نے نہیں دیکھا؟ ﴿ إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ ﴾ ”ان چیزوں کی طرف' جن کو اللہ نے پیدا کیا“ یعنی تمام مخلوقات کی طرف ﴿ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ ﴾ کہ ”ان کے سائے لوٹتے رہتے ہیں“ ﴿ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ ﴾ ”ان کی دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے' اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے“ یعنی تمام اشیا کے سائے' اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے سامنے نہایت عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ﴿ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴾ ”اور وہ جھکے رہتے ہیں۔“ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل' مسخر اور اس کے دست تدبیر کے تحت مقہور ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں اور اس کی تدبیر اس کے پاس نہ ہو۔ ﴿ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ ﴾ ”اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں میں سے“ یعنی تمام انسانوں اور حیوانات میں سے ﴿ وَالْمَلَائِكَةُ ﴾ ”اور فرشتے“ یعنی اللہ تعالیٰ کے مکرم فرشتے' اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فضیلت' ان کے شرف اور ان کی کثرت عبادت کی وجہ سے' تمام مخلوقات کا عمومی ذکر کرنے کے بعد ان کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ بنابریں فرمایا: ﴿ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴾ ”اور وہ تکبر نہیں کرتے۔“ یعنی وہ اپنی کثرت' عظمت اخلاق اور قوت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت

سے انکار نہیں کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (النساء: ٤/ ١٧٢) ”مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) اور مقرب فرشتے اس بات کو عار نہیں سمجھتے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔“ ﴿يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ﴾ ”ڈر رکھتے ہیں وہ اپنے رب کا اپنے اوپر سے“ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی کثرت اطاعت اور ان کے خشوع و خضوع پر ان کی مدح کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ سے ان کے خوف پر ان کی مدح فرمائی ہے، جو بالذات ان کے اوپر، ان پر غالب اور کامل اوصاف کا مالک ہے اور وہ اس کے دست قدرت کے تحت ذلیل اور مقہور ہیں۔ ﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ ”جو ان کو ارشاد ہوتا ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔“ یعنی اللہ تعالیٰ جو بھی انہیں حکم دیتا ہے وہ خوشی اور پسندیدگی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے مخلوق کے سجدے کی دو اقسام ہیں۔

(۱) سجدۂ اضطراری: یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال پر دلالت کرتا ہے۔ اس سجدہ میں مومن اور کافر، نیک اور بد، انسان اور حیوان سب شامل ہیں۔

(۲) سجدۂ اختیاری: جو اس کے اولیاء، اس کے مومن بندوں، فرشتوں اور دیگر مخلوقات سے مختص ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾
اور کہا اللہ نے، مت بناؤ تم معبود دو، یقیناً وہ تو معبود ہے ایک ہی، سو مجھ ہی سے پس ڈرو تم ○
وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ
اور اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اسی کیلئے ہے اطاعت ہمیشہ، کیا پس غیر اللہ سے ڈرتے ہو تم؟ ○ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے
مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
کوئی نعمت تو (وہ) اللہ ہی کی طرف سے ہے، پھر جب پہنچتی ہے تمہیں تکلیف تو اسی کی طرف آہ وزاری کرتے ہو تم ○ پھر جب وہ ہٹا دیتا ہے
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ
تکلیف تم سے تو اسی وقت ایک فریق تم میں سے اپنے رب کیساتھ شریک ٹھہرانے لگ جاتا ہے ○ تاکہ وہ ناشکری کریں ان (نعمتوں) کی
اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾
جو ہم نے دیں ان کو، سو تم فائدہ اٹھا لو، پس عنقریب تم جان لو گے (انجام) ○

اللہ تعالیٰ صرف اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے کہ وہی یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس پر وہ اس بات سے استدلال کرتا ہے کہ نعمتیں عطا کرنے والا صرف وہی اکیلا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ ”نہ بناؤ تم معبود دو“ یعنی تم ان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک نہ ٹھہراؤ۔ ﴿اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ”وہ صرف ایک ہی معبود ہے“ وہ اپنی ذات، اپنے اسماء و صفات اور اپنے افعال میں متفرد ہے۔ پس جس طرح وہ اپنی ذات، اپنے اسماء

وصفات اور افعال میں ایک ہے' اسی طرح ان کو چاہیے کہ وہ عبادت میں بھی اس کو ایک مانیں۔ اسی لئے فرمایا: ﴿فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ''پس مجھ ہی سے ڈرو'' میرے حکم کی تعمیل اور میرے نواہی سے اجتناب کرو اور میرے ساتھ مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' کیونکہ تمام مخلوق تو اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے۔ ﴿وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّیْنُ وَاصِبًا﴾ ''اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی اطاعت ہے ہمیشہ'' یعنی اطاعت' عبادت اور تذلل دائمی طور پر ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تمام مخلوق پر فرض ہے کہ وہ اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں اور اس کی عبودیت میں رنگے جائیں۔ ﴿اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴾ ''کیا اللہ کے سوا اوروں سے تم ڈرتے ہو'' زمین والوں میں سے یا آسمان والوں میں سے؟ وہ تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات اور احسانات میں یکتا ہے۔

﴿وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ﴾ ''اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت'' ظاہری اور باطنی ﴿فَمِنَ اللّٰهِ﴾ ''پس وہ اللہ کی طرف سے ہے'' یعنی کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو یہ نعمتیں عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہو۔ ﴿ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ﴾ ''پس جب پہنچتی ہے تمہیں کوئی تکلیف'' یعنی محتاجی' بیماری یا کوئی اور مصیبت ﴿فَاِلَیْهِ تَجْئَرُوْنَ﴾ ''تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو۔'' یعنی گڑگڑا کر آہ وزاری کرتے ہوئے دعا کرتے ہو کیونکہ تم جانتے ہو کہ نقصان اور مصیبت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ پس وہ اللہ جو تمہاری پسندیدہ اشیاء عطا کرنے اور ناپسندیدہ امور کو تم سے دور کرنے میں متفرد (یکتا) ہے تو اس اکیلے کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ مگر بہت سے لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو مصیبت سے نجات دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ مگر جب وہ آرام اور خوشحالی کی حالت میں آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی محتاج مخلوق کو شریک ٹھہرا دیتے ہیں' اسی لئے فرمایا: ﴿لِیَکْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ﴾ ''تاکہ انکار کریں وہ اس چیز کا جو ہم نے ان کو دی'' یعنی جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا۔ کیونکہ ہم ہی نے انہیں سختیوں سے نجات دلائی اور مشقت سے چھڑایا۔ ﴿فَتَمَتَّعُوْا﴾ ''پس فائدہ اٹھا لو تم'' اپنی دنیا میں تھوڑا سا۔ ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ تمہیں عنقریب اپنے کفر کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ
اور ٹھہراتے ہیں وہ واسطے ان (معبودوں) کے جنکی بابت وہ نہیں جانتے، ایک حصہ اس میں سے جو ہم نے رزق دیا انکو، قسم اللہ کی! البتہ ضرور پوچھے جاؤ گے تم
عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا
اس چیز کی بابت جو تھے تم (اللہ پر) افترا باندھتے ○ اور ٹھہراتے ہیں وہ اللہ کے لیے بیٹیاں، پاک ہے وہ (اولاد سے) اور ان کیلئے وہ جو
یَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ
وہ چاہتے ہیں (یعنی بیٹے) ○ اور جب خوش خبری دی جاتی ہے ایک کو ان میں سے بیٹی کی (پیدائش کی) تو ہو جاتا ہے اسکا چہرہ سیاہ جبکہ وہ

كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ

غم وغصہ سے بھرا ہوتا ہے ○ چھپتا پھرتا ہے لوگوں سے بوجہ اس عار کے کہ جو خوشخبری دیا گیا وہ ساتھ اسکے، کیا روک (باقی) رکھے اسے اوپر ذلت کے

اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

یا گاڑ (دبا) دے اسکو مٹی میں؟ آگاہ رہو! بہت ہی برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں ○ ان لوگوں کے لیے جو نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

ساتھ آخرت کے، مثال ہے بری، اور اللہ کے لیے ہے مثال سب سے اونچی، اور وہی ہے بڑا غالب، خوب حکمت والا ○

اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکین کی جہالت' ان کے ظلم اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ان کی افترا پردازی کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے' نیز وہ خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے ان بتوں کو...... جو کوئی نہ علم رکھتے ہیں' نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں...... اس رزق میں حصہ دار بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا اور جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے اس کا شریک بنانے میں مدد حاصل کی اور خود ساختہ اور گھڑے ہوئے بتوں کے تقرب کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس رزق کو پیش کرتے ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ﴾ الآية (الانعام: ۶/۱۳۶) ''ان مشرکین نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر دیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے خود ساختہ شریکوں کے لئے ہے پھر جو حصہ ان کے شریکوں کے لئے ہے' وہ اللہ تک نہیں پہنچتا......'' ﴿ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴾ ''اللہ کی قسم! تم جو افترا پردازی کرتے ہو اس کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔'' فرمایا ﴿ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ ''کیا اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو؟ اور ان لوگوں کا کیا خیال ہے' جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت کے روز ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟'' اس افترا پردازی پر انہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔ (یونس: ۱۰/ ۵۹، ۶۰)

﴿ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ﴾ ''اور ٹھہراتے ہیں وہ اللہ کے لئے بیٹیاں' وہ اس سے پاک ہے'' کیونکہ انہوں نے فرشتوں کے بارے میں' جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں' کہا تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں ﴿ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴾ ''اور ان کے لئے وہ ہے جو وہ چاہتے ہیں'' یعنی خود اپنے لئے بیٹے چاہتے ہیں حتیٰ کہ بیٹیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ پس ان کا یہ حال تھا کہ ﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا ﴾ ''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوش خبری ملتی' تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا'' اس کرب وغم سے جو اس کو پہنچتا۔ ﴿ وَهُوَ كَظِيْمٌ ﴾ ''اور

وہ جی میں گھٹتا'' یعنی جب اسے بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو وہ حزن و غم کے مارے خاموش ہو جاتا حتیٰ کہ وہ اس خبر سے اپنے ابنائے جنس میں اپنی فضیحت محسوس کرتا اور اس خبر پر وہ عار کی وجہ سے منہ چھپاتا پھرتا' پھر وہ اپنی اس بیٹی کے بارے میں جس کی اس کو خوش خبری ملتی' اپنی فکر اور فاسد رائے کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو جاتا کہ وہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے؟

﴿ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ ﴾ ''کیا اسے رہنے دے ذلت قبول کر کے'' یعنی آیا اہانت اور ذلت برداشت کر کے اسے قتل نہ کرے اور زندہ چھوڑ دے۔ ﴿ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ﴾ ''یا اس کو داب دے مٹی میں'' یعنی اسے زندہ دفن کر دے۔ یہی وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی سخت مذمت کی ہے۔ ﴿ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴾ ''خبردار! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں'' کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جو اس کے جلال کے لائق نہ تھیں' یعنی اس کی طرف اولاد کو منسوب کرنا' پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دونوں قسموں میں سے اس بدتر قسم کو اللہ کی طرف منسوب کیا جس کو خود اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے اسے منسوب کر دیتے تھے؟ پس بہت ہی برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے۔ چونکہ یہ بری مثال تھی جس کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں' مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوۡءِ ﴾ ''ان لوگوں کے واسطے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے' بری مثال ہے'' ناقص مثال اور کامل عیب ﴿ وَلِلّٰهِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى ﴾ ''اور اللہ کے لئے مثال ہے سب سے بلند'' اس سے مراد ہر وصف کمال ہے اور تمام کائنات میں جو بھی صفت کمال پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور کسی بھی پہلو سے کسی نقص کو مستلزم نہیں ہے اور اس کے اولیاء کے دلوں میں بھی مثل اعلیٰ یعنی اس کی تعظیم' اجلال' محبت' اس کی طرف انابت اور اس کی معرفت جاگزیں ہے۔ ﴿ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ ﴾ ''اور وہ زبردست ہے'' جو تمام اشیاء پر غالب ہے اور تمام کائنات اس کی مطیع ہے ﴿ الۡحَكِيۡمُ ﴾ ''حکمت والا ہے'' جو تمام اشیاء کو ان کے لائق محل و مقام پر رکھتا ہے۔ وہ جو بھی حکم دیتا ہے اور جو بھی فعل سرانجام دیتا ہے' اس پر اس کی ستائش کی جاتی ہے اور اس کے کمال پر اس کی ثنا بیان کی جاتی ہے۔

وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلۡمِهِمۡ مَّا تَرَكَ عَلَيۡهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ

اور اگر پکڑتا اللہ لوگوں کو بوجہ ان کے ظلم (کرنے) کے تو نہ چھوڑتا اوپر اس (زمین) کے کوئی چلنے والا (جاندار) لیکن

يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ

وہ مہلت دیتا ہے ان کو ایک وقت مقرر تک' پھر جب آ جاتا ہے وقت (مقرر) ان کا تو نہیں پیچھے رہ سکتے وہ

سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ (٦١)

لمحہ بھر اور نہ آگے ہی بڑھ سکتے ہیں (اس وقت سے) ○

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ظالموں کی افترا پردازی بیان کرنے کے بعد اپنا کامل حلم وصبر ذکر کرتے ہوئے فرمایا ﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ ﴾ ”اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر“ بغیر کسی کمی یا زیادتی کے ﴿ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ ﴾ ”نہ چھوڑے وہ زمین پر ایک بھی چلنے والا“ یعنی معصیت کا ارتکاب کرنے والوں کے علاوہ چوپایوں اور حیوانات میں سے بھی کچھ نہ بچتا' کیونکہ گناہوں کی نحوست کھیتیوں اور نسل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ ﴿ وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ ﴾ ”لیکن وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے“ یعنی انہیں جلدی سزا نہیں دیتا' بلکہ ایک مقرر مدت یعنی قیامت کے روز تک مؤخر کر دیتا ہے ﴿ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾ ”پس جب ان کا مقرر وقت آ جائے گا' تو پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی نہ آگے سرک سکیں گے“ اس لئے جب تک انہیں مہلت کا وقت حاصل ہے' اس سے پہلے کہ وہ وقت آن پہنچے جب کوئی مہلت نہ ہوگی' انہیں ڈر جانا چاہیے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ

اور وہ ٹھہراتے ہیں اللہ کیلئے وہ چیز کہ وہ (خود اسے) ناپسند کرتے ہیں' اور بیان کرتی ہیں زبانیں انکی جھوٹ' کہ بیشک ان کیلئے اچھا (انجام) ہے

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى

یقیناً بلاشبہ ان کیلئے آگ ہے اور بلاشبہ وہ (اس میں) سب سے آگے بھیجے جائیں گے ○ قسم اللہ کی! البتہ تحقیق بھیجے ہم نے (رسول) طرف

اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ

کئی امتوں کی آپ سے پہلے' پس آراستہ کر دیئے ان کے لیے شیطان نے اعمال ان کے' سو وہی (شیطان) دوست ہے ان کا

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

آج بھی، اور ان کے لیے عذاب ہے بہت دردناک ○

اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکین کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے: ﴿ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ ﴾ ”اور وہ کرتے ہیں اللہ کے لئے وہ' جسے خود پسند نہیں کرتے“ یعنی خود بیٹیوں اور دیگر اوصاف قبیحہ کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس سے مراد شرک ہے' یعنی عبادات میں بعض ہستیوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی غلام ہیں، جس طرح ان کو یہ پسند نہیں کہ ان کے غلام...... حالانکہ وہ بھی انہی جیسی مخلوق ہیں...... اس رزق میں ان کے برابر کے شریک ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے' پھر وہ بعض مخلوق ہستیوں کو کیسے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی غلام ہیں۔ ﴿ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ﴾ ”اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے“ وہ اس عظیم برائی کے ساتھ ساتھ یہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ ان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴾ ”یقیناً ان کے لئے آگ ہے اور وہ (اس کی طرف) بڑھائے جا رہے ہیں“ یعنی وہ جہنم میں داخل ہوں گے' جہنم میں رہیں گے اور

اس سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے سامنے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ پہلے رسول نہیں ہیں جن کو جھٹلایا گیا ہے۔ ﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ ﴾ ''اللہ کی قسم! ہم نے آپ سے پہلے، مختلف امتوں کی طرف رسول بھیجے۔'' ایسے رسول، جو انہیں توحید کی دعوت دیتے تھے۔ ﴿ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ﴾ ''پس اچھے کر کے دکھلائے ان کو شیطان نے ان کے کام'' پس انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور انہوں نے یہ باطل گمان کیا کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہی حق اور ہر دکھ سے نجات دینے والا ہے اور جس راستے کی طرف انبیاء و رسل بلاتے ہیں وہ اس کے برعکس ہے۔ پس جب شیطان نے ان کے سامنے ان کے اعمال مزین کر دیئے ﴿ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ ﴾ ''تو وہ آج ان کا دوست ہے'' دنیا میں۔ پس وہ اس کی اطاعت کرنے لگے اور انہوں نے اس کو اپنا دوست بنا لیا۔ ﴿ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴾ (الکھف: ۵۰/۱۸) ''کیا تم اسے اور اس کی ذریت کو میرے سوا اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے۔'' ﴿ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے'' کیونکہ وہ اللہ رحمان کی دوستی سے منہ موڑ کر شیطان کی دوستی پر راضی ہو گئے۔ بنا بریں وہ رسوا کن عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ

اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر کتاب (قرآن)، مگر تاکہ آپ بیان کریں واسطے ان لوگوں کے وہ چیز کہ اختلاف کیا انہوں نے اس میں،

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور (تاکہ ہو) ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں ○

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد! (ﷺ) ہم نے آپ پر یہ قرآن صرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ آپ توحید، تقدیر، احکام افعال اور احوال معاد کے بارے میں ان کے اختلافات کے موقع پر ان کے سامنے حق واضح کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھنے والوں کے لئے کامل ہدایت اور بے پایاں رحمت ہو۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

اور اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اس نے ساتھ اس کے زمین کو بعد اس کی موت کے، بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۵ ۱۴

اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں (غور سے) ○

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سب سے بڑی نعمت کا ذکر فرماتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے وعظ و تذکیر کو سمجھیں اور وہ اس حقیقت پر استدلال کریں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے کیونکہ وہ بارش نازل کر

کے اور مختلف اصناف کی نباتات اگا کر بندوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے اور اس پر بھی استدلال کریں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور وہ ہستی جس نے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کیا' وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قدرت رکھتی ہے اور وہ ہستی جس نے ان احسانات کو عام کیا ہے' وہ بے کراں رحمت اور عظیم سخاوت کی مالک ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ

اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں البتہ غور کا سامان ہے، ہم پلاتے ہیں تمہیں اس میں سے جو پیٹوں میں ہے نکلے (یعنی) درمیان میں سے گوبر اور خون کے،

لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۞ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ

دودھ خالص، آسانی سے گزر جانے والا ہے حلق سے واسطے پینے والوں کے○ اور کچھ پھلوں میں سے کھجوروں اور انگوروں کے (وہ ہیں کہ) بناتے ہو تم

مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞

اس میں سے نشہ (آور شراب) اور رزق اچھا، بلاشبہ اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں○

﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ﴾ ''اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں'' جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے فوائد کے لئے مسخر کیا ﴿لَعِبْرَةً﴾ ''سوچنے کی جگہ ہے'' جس سے تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور وسعت احسان پر استدلال کر سکتے ہو کیونکہ اس نے تمہیں ان مویشیوں کے پیٹ سے (دودھ) پلایا جس کا مادہ گوبر اور خون پر مشتمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گوبر اور خون سے ایسا دودھ نکالا جو ہر قسم کی آلائش سے پاک اور اپنی لذت کی بنا پر پینے والوں کے لئے انتہائی خوش ذائقہ ہے' نیز یہ کہ اس کو پیا جاتا ہے اور اس سے غذا حاصل کی جاتی ہے۔ کیا یہ سب کچھ طبیعی امور کی بجائے قدرت الٰہیہ نہیں ہے؟ اس عالم طبیعیات میں کون سی چیز ہے جو اس چارے کو جسے چوپائے کھاتے ہیں اور اس میٹھے یا کھارے پانی کو جسے یہ چوپائے پیتے ہیں' پینے والوں کے لیے خالص اور لذیذ دودھ میں بدل دیتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے کھجور اور انگور پیدا کئے' نیز بندوں کے فوائد کے لئے رزق حسن کی مختلف انواع پیدا کی ہیں جن کو وہ تازہ بتازہ اور ان کے پکنے کے بعد کھاتے ہیں' انہیں ذخیرہ کرتے ہیں' انہیں کھانے پینے کے لئے استعمال میں لاتے ہیں' ان سے رس نچوڑ کر نبیذ اور دیگر نشہ آور مشروبات بناتے ہیں جو اس سے قبل ان کے لئے حلال تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے تمام نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دے دیا اور اس کے عوض انہیں پھلوں سے نچوڑے ہوئے پاک وصاف رس' نبیذ اور مختلف اقسام کے لذیذ اور مباح مشروبات عطا کئے۔ اس لئے جن مفسرین کا قول یہ ہے کہ ''یہاں نشہ آور چیزوں سے مراد لذیذ مطعومات ومشروبات ہیں'' وہ پہلے قول سے زیادہ قرین صواب ہے۔ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لیے ان (چیزوں) میں نشانی ہے۔'' یعنی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو اس کی قدرت کاملہ کو خوب سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے درختوں پر اپنداھن سے مشابہت رکھنے والی چیزیں پیدا کیں جو ایک لذیذ پھل اور خوش ذائقہ میوہ بن

جاتی ہیں۔ اس کی رحمت عام اور بے پایاں ہے جو اس کے تمام بندوں پر سایہ کناں ہے' اللہ تعالیٰ نے اس رحمت کو سب کے لئے آسان کر دیا...... نیز وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے کیونکہ ان نعمتوں کو عطا کرنے میں وہ یکتا ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
اور الہام کیا آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو یہ کہ بنا تو پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور ان میں جو
يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ
(بلند) چھتریاں بناتے ہیں لوگ ○ پھر کھا تو (یعنی رس چوس) ہر قسم کے پھلوں سے، پھر چل تو راستوں پر اپنے رب کے، آسان کیے ہوئے،
يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ
نکلتی ہے ان کے پیٹوں سے پینے کی چیز (شہد) مختلف ہیں رنگ اس کے، اس میں شفاء ہے لوگوں کے لیے،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾
بلاشبہ اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ○

اس چھوٹی سی شہد کی مکھی میں بھی غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طریقے سے راہنمائی کی اور اسے (پھولوں کا رس چوسنے کے لئے) پھلواریاں مہیا کیں' پھر ان گھروں کی طرف واپس لوٹنے کے لئے وحی کی جو اس نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے تیار کیے تھے۔ وہ شہد کی اس مکھی کے پیٹ سے نہایت لذیذ شہد نکلتا ہے جو زمین اور پھلواری کے مطابق مختلف رنگوں کا ہوتا ہے۔ شہد میں لوگوں کے لئے متعدد امراض سے شفا رکھ دی گئی ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی لامحدود عنایت اور اپنے بندوں پر اس کے کامل لطف و کرم پر دلالت کرتی ہے' نیز یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے سوا کسی سے محبت کی جائے نہ اس کے سوا کسی کو پکارا جائے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ
اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں، پھر وہ وفات دیتا ہے تمہیں، اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں طرف ناکارہ عمر کی
لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع ۹ ۱۵
تاکہ نہ جانیں وہ، بعد جان لینے کے' کچھ بھی۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، نہایت قدرت والا ہے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہی ہے جس نے بندوں کو پیدا کیا اور ان کو تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل کیا اور جب وہ اپنی مدت مقررہ پوری کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وفات دے دیتا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ طویل عمر عطا کرتا ہے حتیٰ کہ ﴿يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ "اس کو بدترین عمر تک پہنچا دیا جاتا ہے" اس عمر میں انسان ظاہری اور باطنی قویٰ کی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عقل بھی' جو کہ انسان کا جوہر ہے' اس سے متاثر ہوتی ہے' اس کی عقل کی کمزوری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ ان تمام

چیزوں کو بھول جاتا ہے جو اسے معلوم تھیں' اس کی عقل بچے کی عقل کی مانند ہو جاتی ہے' اس لئے فرمایا: ﴿لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ﴾ ''تا کہ سمجھنے کے بعد اب کچھ نہ سمجھے' اللہ تعالیٰ جاننے والا' قدرت والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت نے تمام اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کے تحت ہی ہے کہ آدمی تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ﴾ (الروم: ۵۴/۳۰) ''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد اس نے تمہیں قوت عطا کی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' وہ علم اور قدرت والا ہے''۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا

اور اللہ نے فضیلت دی تمہارے بعض کو اوپر بعض کے رزق میں، پس نہیں ہیں وہ لوگ جو فضیلت دیئے گئے (رزق میں

بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ ؕ

لوٹانے والے اپنا رزق اوپر ان (غلاموں) کے کہ مالک ہیں (جن کے) دائیں ہاتھ ان کے کہ ہو جائیں وہ اس (رزق) میں (ایک دوسرے کے) برابر،

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾

کیا پس اللہ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں؟ ○

یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل اور شرک کی قباحت پر برہان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سب اس بات میں مشترک ہو کہ تم مخلوق اور مرزوق ہو ﴿فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ﴾ (البتہ اللہ تعالیٰ نے) ''رزق کے معاملے میں تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے'' تم میں سے بعض کو آزاد بنایا' ان کو مال و دولت اور ثروت سے نوازا اور تم میں بعض کو ان کا غلام بنا دیا' وہ دنیا میں کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور جس طرح ان غلاموں کے وہ آقا جن کو اللہ تعالیٰ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔ ﴿بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ﴾ ''وہ روزی پہنچانے والے نہیں ان کو جن کے ان کے دائیں ہاتھ مالک ہوئے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں'' اور وہ اس امر کو محال سمجھتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہستیاں جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرا رکھا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں وہ کسی ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں ہیں...... پھر تم ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک کیسے ٹھہراتے ہو؟ کیا یہ سب سے بڑا ظلم اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار نہیں؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ﴾ ''کیا پس وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں؟'' اگر انہوں نے ان نعمتوں کا اقرار کیا ہوتا اور ان کو اس ہستی کی طرف منسوب کیا ہوتا جو اس کی مستحق ہے تو یہ کبھی شرک نہ کرتے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اور اللہ نے بنائیں واسطے تمہارے تم ہی میں سے بیویاں، اور اسی نے بنائے واسطے تمہارے تمہاری بیویوں سے بیٹے

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

اور پوتے، اور اسی نے رزق دیا تمہیں پاکیزہ (نفیس) چیزوں سے، کیا پھر بھی باطل پر تو وہ ایمان لاتے ہیں

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور اللہ کی نعمتوں کی وہ ناشکری کرتے ہیں؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر اس احسان عظیم کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے کہ اس نے ان کی بیویاں بنائیں تاکہ وہ ان بیویوں کے پاس سکون حاصل کریں اور ان بیویوں سے ان کو اولاد عطا کی تاکہ ان سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، یہ اولاد ان کی خدمت کرے اور ان کی مختلف حوائج پوری کرے اور وہ متعدد پہلوؤں سے اپنی اولاد سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو پاک مطعومات ومشروبات سے نوازا اور دیگر ظاہری نعمتیں عطا کیں جن کو شمار کرنا بندوں کے بس میں نہیں۔ ﴿اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ’’کیا پس وہ باطل کو مانتے ہیں؟‘‘ یعنی کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں جو کوئی قابل ذکر چیز تھا ہی نہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود عطا کیا اور اس کا وجود عدم کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ پس یہ باطل معبود تخلیق، رزق اور تدبیر کسی چیز پر بھی قادر نہیں اور یہ بات ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، کیونکہ وہ باطل ہے۔ تب مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کو معبود کیسے بنا لیتے ہیں؟ ﴿وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ﴾ ’’اور وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں‘‘ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور کفر میں اس کو استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ سب سے بڑا ظلم، سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی حماقت نہیں؟

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

اور عبادت کرتے ہیں وہ سوائے اللہ کے ان کی کہ نہیں اختیار رکھتے وہ ان کے لئے رزق کا آسمانوں سے

وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور زمین سے کچھ بھی، اور نہ وہ (اس کی) استطاعت ہی رکھتے ہیں ○ پس مت بیان کرو تم اللہ کے لئے مثالیں، بے شک اللہ

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○ بیان کی اللہ نے ایک مثال، ایک غلام مملوک کی، نہیں قدرت رکھتا وہ

عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا

اوپر کسی چیز کے، اور (دوسرا) وہ شخص کہ دیا ہم نے اسے اپنی طرف سے رزق اچھا، پس وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے پوشیدہ طور پر

وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ

اور ظاہر (بھی)، کیا وہ دونوں برابر ہیں؟ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ○ اور بیان کی

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى

اللہ نے ایک (اور) مثال دو مردوں کی، ایک ان میں سے گونگا ہے، نہیں قدرت رکھتا وہ اوپر کسی چیز کے، اور وہ (نرا) بوجھ ہے اوپر

مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ

اپنے مالک کے، جہاں کہیں وہ بھیجتا ہے اسے نہیں لاتا کوئی بھلائی، کیا برابر ہے وہ اور (دوسرا) وہ شخص جو

يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۶

حکم کرتا ہے ساتھ انصاف کے، اور ہے وہ اوپر راہ راست کے؟ ○

اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکین کی جہالت اور ان کے ظلم کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرا دیا ہے اور ان باطل معبودوں کا حال یہ ہے کہ وہ ان کے لئے زمین و آسمان میں رزق کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ بارش برسا سکتے ہیں نہ رزق عطا کر سکتے ہیں اور نہ ہی زمین میں نباتات اگا سکتے ہیں' وہ زمین و آسمان میں کسی ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں بلکہ اگر وہ چاہیں بھی تو کسی چیز کے مالک نہیں بن سکتے' کیونکہ بسا اوقات کسی چیز کا غیر مالک بھی اس چیز پر' جو نفع دے سکتی ہو' قدرت اور اختیار رکھتا ہے...... مگر یہ خود ساختہ معبود کسی چیز کے مالک ہیں نہ قدرت اور اختیار رکھتے ہیں۔ یہ ہیں ان کے خود ساختہ معبودوں کے اوصاف' کیسے انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود بنا لیا' مالک ارض و سماء کے ساتھ تشبیہ دے دی جو تمام تر اقتدار کا مالک' ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق ہے اور تمام قوت اسی کے پاس ہے؟ اسی لئے فرمایا: ﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ﴾ ''اللہ کے لئے مثالیں بیان مت کرو' جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان مساوات کو متضمن ہیں۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم کوئی بات نہ کہیں اور ان مثالوں کو غور سے سنیں جن کو اللہ علیم و خبیر نے بیان کیا ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے دو مثالیں بیان کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔

پہلی مثال ایک غلام کی ہے جو کسی دوسرے کی غلامی میں ہے جو مال کا مالک ہے نہ دنیا کی کسی چیز کا جبکہ دوسرا ایک آزاد اور دولت مند شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مال کی تمام اصناف میں سے بہترین رزق سے نوازا ہے وہ سخی اور بھلائی کو پسند کرنے والا شخص ہے۔ وہ اس مال میں سے کھلے چھپے خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ مرد آزاد اور وہ غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ یہ دونوں مخلوق ہیں اور ان کے درمیان مساوات محال نہیں ہے۔ پس جب یہ دونوں مخلوق ہوتے ہوئے برابر نہیں ہو سکتے' تو ایک مخلوق اور غلام ہستی' جو کسی چیز کی مالک ہے نہ کوئی قدرت اور اختیار رکھتی ہے بلکہ وہ ہر لحاظ سے محتاج ہے' رب تعالیٰ کے برابر کیسے ہو سکتی ہے جو تمام سلطنتوں کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے؟

بنا بریں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی اور حمد و ستائش کی تمام انواع سے اپنے آپ کو متصف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾ ”تمام تعریف اللہ کے لئے ہے“ گویا کہ یوں کہا گیا کہ جب معاملہ یہ ہے تو مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کیوں ٹھہرا دیا؟ اور اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ”بلکہ ان کے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے“ پس اگر انہیں حقیقت کا علم ہوتا تو وہ اس شرک عظیم کے ارتکاب کی کبھی جرأت نہ کرتے۔

دوسری مثال یہ ہے ﴿ رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ ﴾ ”دو آدمی ہیں‘ ایک ان میں سے گونگا ہے“ جو سن سکتا ہے نہ بول سکتا ہے ﴿ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ ﴾ ”جو (قلیل یا کثیر) کسی چیز پر قادر نہیں“ ﴿ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ﴾ ”اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے“ وہ خود اپنی خدمت کرنے پر قادر نہیں بلکہ اس کے برعکس اس کا مالک اس کی خدمت کرتا ہے اور وہ ہر لحاظ سے ناقص ہے۔ ﴿ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ”کیا برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے“ پس اس کے اقوال عدل پر مبنی اور اس کے افعال درست ہیں تو جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے‘ اسی طرح وہ ہستی جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے درآں حالیکہ وہ اپنے مصالح پر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتی‘ اللہ تعالیٰ کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ اس کے مصالح کا انتظام نہ کرے تو وہ ان میں سے کسی چیز پر بھی قادر نہیں۔ ایسا شخص اس شخص کی برابری کر سکتا ہے نہ اس کا ہمسر ہو سکتا ہے جو حق کے سوا کچھ نہیں بولتا اور وہ صرف وہی فعل سرانجام دیتا ہے جو قابل ستائش ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اور اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا، اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا مگر مانند جھپکنے آنکھ کے

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٧٧

یا (بلکہ) وہ اس سے بھی قریب تر ہے، بے شک اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ○

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم رکھنے میں منفرد اور یکتا ہے‘ پس چھپی ہوئی باطن کی باتیں اور اسرار نہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا‘ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ جب قیامت کی گھڑی نمایاں ہو کر سامنے آجائے گی تو یہ ﴿ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ﴾ ”آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی کم وقت میں آجائے گی۔“ پس لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور محشر کی طرف دوڑیں گے اور جو لوگ مہلت چاہیں گے ان کے لئے مہلت کا وقت ختم ہو جائے گا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ”بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے‘ جو ہر چیز کو شامل ہے‘ مردوں کو زندہ کرنا کوئی انوکھی بات نہیں۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ
اور اللہ نے نکالا تمہیں پیٹوں سے تمہاری ماؤں کے، نہیں جانتے تھے تم کچھ بھی، اور اسی نے بنائے تمہارے لیے کان
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
اور آنکھیں اور دل، تاکہ تم شکر کرو ○

یعنی اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں عطا کرنے میں متفرد اور یکتا ہے۔ ﴿اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا﴾ ’’اس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا‘ تم کچھ نہیں جانتے تھے‘‘ اور نہ کسی چیز پر قدرت رکھتے تھے۔ اور اس نے ﴿وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ﴾ ’’تمہارے کان‘ آنکھیں اور دل بنائے‘‘ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اعضاء کا ان کے فضل و شرف کی بنا پر خاص طور پر ذکر کیا ہے‘ نیز اس خصوصیت کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تینوں اعضاء ہر علم کی کلید ہیں۔ صرف یہی تین دروازے ہیں جن کے ذریعے سے علم انسان تک پہنچتا ہے ورنہ تمام اعضاء اور تمام ظاہری اور باطنی قوی اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نشوونما دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس حالت کو پہنچ جاتے ہیں جو انسان کے لائق ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا کیا ہے کہ وہ ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ پس جو کوئی ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے علاوہ کہیں اور استعمال کرتا ہے تو یہ جوارح اس کے خلاف حجت ہوں گے کیونکہ وہ اللہ کی نعمت کا بدترین رویے سے مقابلہ کرتا ہے۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف پرندوں کی کہ تابع فرمان ہیں فضائے آسمان میں، نہیں روکتا ان کو (فضاء میں) مگر اللہ ہی،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾
بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں ○

کیونکہ اہل ایمان آیات الٰہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور آیات الٰہی میں غوروفکر کرتے ہیں۔ رہے کفار‘ تو وہ آیات الٰہی کو لہو و لعب اور غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیئت میں پیدا کیا ہے جو ان کے اڑنے کے لئے درست ہے‘ پھر ان کے لئے اس لطیف ہوا کو مسخر کر دیا‘ پھر ان پرندوں میں حرکت کرنے کی قوت اور وہ چیز ودیعت کی جن کے ذریعے سے وہ اڑنے پر قادر ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت‘ لامحدود علم‘ تمام مخلوق پر اس کی عنایت ربانی اور اس کے اقتدار کامل کی دلیل ہے۔ نہایت بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

اور اللہ نے بنائے تمہارے لئے تمہارے گھر جائے سکونت، اور اسی نے بنائے تمہارے لئے چمڑوں سے چوپایوں کے

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا

ایک قسم کے گھر (خیمے) کہ تم ہلکا سمجھتے ہو انکو اپنے کوچ کے دن اور اپنی اقامت کے دن، اور (بنایا) ان (بھیڑوں) کی اون سے،

وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

اور ان (اونٹوں) کی پشم سے، اور ان (بکریوں) کے بالوں سے، گھر کا سامان اور کئی فائدے (کی چیزیں)، ایک وقت تک ○ اور اللہ ہی نے بنائے

لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

تمہارے لئے ان چیزوں سے جو اس نے پیدا کیں، سائے اور اسی نے بنائیں تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں (غاریں)، اور اسی نے بنائیں

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

تمہارے لئے قمیصیں، وہ بچاتی ہیں تمہیں گرمی (اور سردی) سے، اور قمیصیں (زرہیں)، وہ بچاتی ہیں تمہیں تمہاری لڑائی میں، اسی طرح اللہ پوری کرتا ہے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

نعمت اپنی تم پر، تاکہ تم مطیع ہو جاؤ ○ پھر اگر وہ منہ پھیریں (اسلام سے)، تو یقیناً آپ پر تو صرف پہنچا دینا ہے

الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

صریح طور پر ○ وہ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر وہ انکار کرتے ہیں اس کا، اور اکثر ان کے کافر ہیں ○

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے اور ان سے ان نعمتوں کے اعتراف اور ان پر شکر کا مطالبہ کرتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾ ''اور اللہ ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گھر اور بڑے بڑے محل بنائے جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں، تمہیں، تمہاری اولاد اور تمہارے مال و متاع کو ٹھکانا مہیا کرتے ہیں۔ تم ان گھروں میں، اپنے مختلف اقسام کے فوائد اور مصالح کے لئے کمرے اور بالاخانے بناتے ہو۔ ان گھروں میں تمہارے مال و متاع اور تمہاری عزت و ناموس کی حفاظت ہے اور اس قسم کے دیگر فوائد جن کا روز مشاہدہ ہوتا ہے۔ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ﴾ ''اور بنا دیئے تمہارے لئے چوپاؤں کی کھالوں سے'' یعنی یا تو خود ان چوپایوں کی کھال سے یا اس کھال پر اگنے والے بالوں اور اون سے ﴿بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا﴾ ''ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر'' یعنی جن کے بوجھ کو اٹھانا تمہارے لئے بہت آسان ہوتا ہے ﴿يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ﴾ ''سفر اور حضر میں۔'' یعنی وہ سفر اور ان منزلوں میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں جہاں گھر بنانا تمہارا مقصد نہیں ہوتا۔ پس یہ خیمے تمہیں گرمی، سردی اور بارش سے بچاتے ہیں اور تمہارے مال و متاع کو بھی بارشوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

﴿وَ﴾ ”اور“ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنائے ﴿وَمِنْ اَصْوَافِهَا﴾ ”ان کی اون سے۔“ یعنی ان چوپایوں کی پشم سے ﴿وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا﴾ ”اور اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب“ (اثاث) کا لفظ برتنوں، خرجیوں، بچھونوں، لباس اور اوپر اوڑھنے والے کپڑوں وغیرہ سب کو شامل ہے ﴿وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾ ”اور استعمال کی چیزیں ایک وقت مقرر تک“ یعنی ان چیزوں کو اس دنیا میں استعمال کرتے ہو اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہو۔ پس یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کی صنعت و حرفت کے لئے اللہ نے بندوں کو مقرر کر دیا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ﴾ ”اور بنا دیئے اللہ نے تمہارے واسطے ان میں سے جن کو پیدا کیا“ یعنی جن میں تمہارے لئے کوئی صنعت نہیں ہے۔ ﴿ظِلٰلًا﴾ ”سائے“ مثلاً درختوں پہاڑوں اور ٹیلوں کے سائے۔ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا﴾ ”اور بنا دیں تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں“ یعنی غار اور کھوہ بنائے جہاں تم گرمی، سردی، بارش اور اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے پناہ لیتے ہو ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ﴾ ”اور بنا دیئے تمہارے لئے کرتے“ یعنی لباس اور کپڑے ﴿تَقِيْكُمُ الْحَرَّ﴾ ”وہ تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں“ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سردی کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ اس سورہ مبارکہ کی ابتداء میں اصولی نعمتوں کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں ان امور کا ذکر ہے جو ان نعمتوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ سردی سے بچاؤ ایک بنیادی نعمت اور ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے سورت کی ابتداء میں اس کا ان لفظ میں ذکر فرمایا ہے: ﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ﴾ (النحل: ۱۶/ ۵) ”جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان ہے اور فائدے ہیں“ ﴿وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ﴾ ”اور کرتے جو تمہیں لڑائی سے محفوظ رکھیں۔“ یعنی وہ لباس جو جنگ اور لڑائی کے وقت تمہیں ہتھیاروں کی زد سے بچاتے ہیں مثلاً زرہ، بکتر وغیرہ۔ ﴿كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ﴾ ”اسی طرح پوری کرتا ہے وہ اپنی نعمت“ اس نے تمہیں لامحدود نعمتوں سے نوازا ہے جن کا شمار ممکن نہیں۔ ﴿لَعَلَّكُمْ﴾ ”تاکہ تم“ جب اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور دیکھو کہ اس نعمت نے تمہیں ہر لحاظ سے ڈھانپ رکھا ہے۔ ﴿تُسْلِمُوْنَ﴾ ”فرماں بردار بن جاؤ“ تب شاید تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو اور اس نعمت کو تم اس کے والی اور عطا کرنے والے کی اطاعت میں صرف کرو۔ پس نعمتوں کی کثرت بندوں کی طرف سے ایسے اسباب کی باعث بنتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد و ثنا میں اضافے کا موجب ہیں۔ مگر ظالموں نے تکبر اور عناد ہی کا مظاہرہ کیا۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ ”پھر اگر وہ پھر جائیں“ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی آیات کے ذریعے سے تذکیر کے بعد بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت سے روگردانی کریں ﴿فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ”تو آپ کا کام صرف کھول کر سنا دینا ہے“ ان کی ہدایت و توفیق آپ کے ذمے نہیں ہے بلکہ آپ سے صرف وعظ و تذکیر اور انذار و تحذیر کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جب آپ نے یہ فرض ادا کر دیا تو ان کا حساب

اللہ کے پاس ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو دیکھ رہے ہیں اور اس کی نعمت کو پہنچانتے ہیں مگر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ ﴿ وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ”اور ان کے اکثر لوگ انکار کرنے والے ہیں“ ان میں کوئی بھلائی نہیں، آیات الٰہی کا بار بار آنا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ ان کی عقل فساد کا اور ان کے مقاصد برائی کا شکار ہیں، وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ عناد رکھنے والے جابر، اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ تکبر سے پیش آنے والے کو سزا دے گا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور (یاد کرو!) جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ، پھر نہ اجازت دی جائیگی ان لوگوں کیلئے جنہوں نے کفر کیا،

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور نہ ان سے توبہ ہی کا مطالبہ کیا جائے گا○ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا، عذاب کو، تو نہ کم کیا جائے گا ان سے

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا

اور نہ وہ مہلت دیے جائیں گے○ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا، اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو تو کہیں گے اے ہمارے رب!

هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ

یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنہیں تھے ہم پکارتے تیرے سوا، پس وہ پھینک ماریں گے ان کی طرف یہ بات (اور کہیں گے)

اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨ السَّلَمَ وَضَلَّ

بلا شبہ تم یقیناً جھوٹے ہو○ اور وہ پیش کریں گے اللہ کی بارگاہ میں، اس دن فرماں برداری (عاجزی) اور گم ہو جائے گا

الثلثة

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾

ان سے وہ جو تھے وہ افتراء باندھتے○

اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے روز کفار کے حال کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے کہ اس روز ان سے کوئی عذر قبول کیا جائے گا نہ ان سے عذاب کو رفع کیا جائے گا اور ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور وہ اقرار کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور اس پر افترا پردازی کیا کرتے تھے، چنانچہ فرمایا: ﴿ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ﴾ ”اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا“ جو ان کے اعمال پر گواہی دے گا کہ انہوں نے داعی ہدایت کو کیا جواب دیا تھا اور یہ گواہ جس کو اللہ گواہی کے لئے کھڑا کرے گا، وہ سب سے پاک اور سب سے عادل گواہ ہوگا اور یہ گواہ رسول ہی ہوں گے۔ جب وہ گواہی دیں گے تو لوگوں کے خلاف فیصلہ مکمل ہو جائے گا۔ ﴿ ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ ”پھر کافروں کو اجازت نہیں دی جائے گی“ یعنی کفار کو معذرت پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ان کو اپنے موقف کے بطلان کے

معلوم ہونے کے بعد ان کا عذر‘ محض جھوٹا عذر ہوگا‘ جو ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اگر وہ دنیا میں واپس جانا چاہیں گے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی تلافی کر سکیں تو انہیں واپس جانے کی اجازت ملے گی نہ ان سے ناراضی کو دور کیا جائے گا بلکہ جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے تو ان کو جلدی سے عذاب میں دھکیل دیا جائے گا‘ وہ عذاب جس میں کوئی تخفیف کی جائے گی نہ ان کو کوئی ڈھیل دی جائے گی اور نہ مہلت‘ کیونکہ ان کے دامن میں کوئی نیکی نہ ہوگی۔ ان کے اعمال کو شمار کر کے ان کے سامنے کیا جائے گا وہ اس کا اقرار کریں گے اور شرمسار ہوں گے۔ ﴿وَإِذَا رَءَا الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَآءَهُمْ﴾ ”اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے شریکوں کو“ یعنی قیامت کے روز جب وہ اپنے خودساختہ شریکوں کو دیکھیں گے اور ان کا بطلان ان پر واضح ہو جائے گا اور ان کے لئے انکار ممکن نہیں رہے گا۔ ﴿قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِن دُونِكَ﴾ ”تو کہیں گے‘ اے ہمارے رب! یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تجھے چھوڑ کر پکارتے تھے۔“ یہ کوئی نفع دے سکتے ہیں نہ سفارش کر سکتے ہیں۔ وہ خود پکار پکار کر ان خود ساختہ معبودوں کے بطلان کا اعلان کر کے ان کا انکار کریں گے اور ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان عداوت ظاہر ہو جائے گی۔

﴿فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ﴾ ”پس ڈالیں گے وہ ان کی طرف بات“ یعنی ان کے خود ساختہ معبود ان کے قول کی تردید کرتے ہوئے کہیں گے: ﴿إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ ”بے شک تم جھوٹے ہو“ کیونکہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری بھی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے تمہیں عبادت کا حکم دیا تھا نہ ہم نے کبھی الوہیت کے استحقاق کا دعویٰ کیا تھا‘ اس لئے اپنے آپ کو کوسو۔ تب اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شرک کو تسلیم کر لیں گے اور اس کے فیصلے کے سامنے جھک جائیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں ﴿وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ ”اور ان سے گم ہو جائیں گے جو جھوٹ وہ باندھتے تھے“ پس وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے دل خود اپنے آپ پر غصے اور اپنے رب کی حمد و ستائش سے لبریز ہوں گے‘ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انہی بداعمالیوں کی سزا دی ہے جن کا انہوں نے ارتکاب کیا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ
وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کی راہ سے، زیادہ دیں گے ہم انہیں عذاب اوپر عذاب کے
بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾
بوجہ اس کے جو تھے وہ فساد کرتے ○

اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مجرموں کے انجام کا ذکر فرماتا ہے کہ انہوں نے کفر کیا‘ آیات الٰہی کی تکذیب کی‘ انبیاء و رسل کے خلاف جنگ کی‘ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور گمراہی کے داعی بن گئے‘ اس لئے وہ کئی گنا عذاب کے

مستحق قرار پائے، جس طرح ان کا جرم کئی گنا ہے اور جس طرح انہوں نے اللہ کی زمین میں فساد برپا کیا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ

اور (یاد کرو) جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ان پر انہی میں سے، اور لائیں گے ہم آپ کو

شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

گواہ اوپر ان لوگوں کے، اور نازل کی ہم نے آپ پر یہ کتاب (قرآن) کھول کر بیان کرنے والی ہر چیز کو، اور ہدایت

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۚ ﴿٨٩﴾ ١٢ع١٨

اور رحمت اور خوش خبری واسطے مسلمانوں کے ○

گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر امت میں ایک گواہ کھڑا کرے گا۔ ﴿فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾ یہاں بھی گواہ کھڑا کرنے کا ذکر کیا ہے اور رسول کریم ﷺ کے گواہ ہونے کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ﴾ ''اور لائیں گے ہم آپ کو ان پر گواہ'' یعنی آپ ﷺ اپنی امت کے خیر و شر پر گواہ ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال عدل ہے کہ ہر رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کیونکہ وہ اپنی امت کے اعمال کے بارے میں کسی دوسرے کی نسبت زیادہ اطلاع رکھتا ہے' وہ اتنا عادل اور اپنی امت کے بارے میں اتنا شفیق ہوتا ہے کہ وہ ان کے بارے میں صرف اسی چیز کی گواہی دے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ اس کی نظیر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ: ١٤٣/٢) ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول (ﷺ) تم پر گواہی دیں۔'' اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ○ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ﴾ (النساء: ٤١/٤-٤٢) ''اس وقت ان کا کیسا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔ اس روز کافر اور رسول کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش وہ زمین میں سما جائیں اور ان پر مٹی برابر کر دی جائے۔''

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ''اور اتاری ہم نے آپ پر کتاب' کھلا بیان ہر چیز کا'' دین کے اصول و فروع' دنیا و آخرت کے احکام اور ہر وہ چیز جس کے بندے محتاج ہیں اس کتاب میں واضح الفاظ و معانی کے ساتھ مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کریم میں بڑے بڑے امور کو بتکرار بیان کرتا ہے جن کے بارے میں قلب کو ہر وقت اور ہر گھڑی تکرار اور بار بار دہرانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امور کا مختلف عبارات اور متنوع دلائل کے ساتھ اعادہ کرتا رہتا ہے تاکہ وہ دلوں کی گہرائی میں اتر کر اچھی طرح جاگزیں ہو جائیں۔ پس یہ دل میں جس طرح راسخ ہوتے ہیں اس کے مطابق خیر و شر کی صورت میں ثمرات حاصل ہوتے

ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نہایت قلیل اور واضح الفاظ میں بہت سے معانی جمع کر دیتا ہے' الفاظ ان معانی کے لئے بنیاد اور اساس کا کام دیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے بعد آنے والی آیت اور اس میں جو اوامر و نواہی ہیں' جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا' اس پر غور کریں تو یہ نکتہ واضح ہو جائے گا۔

چونکہ یہ قرآن عظیم ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اس لئے تمام انسانوں پر حجت ہے۔ اس کے خلاف ظالموں کی حجت منقطع ہو گئی۔ مسلمانوں نے اس سے استفادہ کیا اور وہ ان کے لئے راہ نما بن گیا۔ وہ اپنے دینی اور دنیاوی امور میں اس سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ وہ ان کے لئے رحمت ہے جس کے ذریعے سے وہ دنیا و آخرت کی ہر بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے جو وہ علم نافع اور عمل صالح حاصل کرتے ہیں' وہی ہدایت ہے۔ دنیا و آخرت کا جو ثواب اس پر مترتب ہوتا ہے' مثلاً اصلاح قلب' اطمینان قلب اور نیکی وغیرہ' وہی رحمت ہے۔

قرآن عظیم کے معانی کے مطابق' جو کہ بلند ترین معانی ہیں...... تربیت کے بغیر عقل کی تکمیل نہیں ہوتی...... اس کے معانی کے مطابق تربیت کے بغیر اعمال کریمہ' اخلاق فاضلہ' رزق کشادہ' قول و فعل کے ذریعے سے دشمنوں پر فتح و نصرت' اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی عزت و اکرام والی جنت حاصل نہیں ہوتی جس میں ہمیشہ رہنے والی ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو رب رحیم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ

بلاشبہ اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان کرنے' اور (امداد) دینے کا قرابت داروں کو، اور وہ روکتا ہے

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

بے حیائی اور برے کام اور سرکشی سے، وہ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ○

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس عدل کا حکم دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں عدل اور بندوں کے حقوق کے بارے میں عدل کو شامل ہے۔ عدل یہ ہے کہ تمام حقوق کو پوری طرح ادا کیا جائے۔ بندہ مالی' بدنی اور ان دونوں پر مبنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کئے ہیں۔ مخلوق کے ساتھ کامل انصاف پر مبنی معاملہ کیا جائے۔ پس ہر ولی اپنی ولایت کے تحت آنے والے ہر معاملے میں عدل و انصاف سے کام لے' خواہ یہ ولایت امامت کبریٰ (خلافت و امارت) یا ولایت قضا' یا خلیفہ کی نیابت یا قاضی کی نیابت ہو' اس معاملے میں سب برابر ہیں۔

عدل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول (ﷺ) کے توسط سے اہل ایمان پر فرض کیا ہے اور عدل کے راستے پر گامزن رہنے کا حکم دیا ہے۔ معاملات میں عدل یہ ہے کہ خرید و فروخت اور تمام معاوضات

میں آپ لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کریں کہ آپ کے ذمہ جو کچھ ہے اسے پوری طرح ادا کریں۔ آپ ان کے حق میں کمی کریں نہ دھوکہ دیں نہ ان کے ساتھ فریب کاری کریں اور نہ ان پر ظلم کریں۔ عدل کرنا فرض ہے، احسان سے پیش آنا فضیلت اور مستحب ہے، مثلاً لوگوں کو مال، بدن، علم اور دیگر مختلف قسم کی منفعتوں کے ذریعے سے فائدہ پہنچانا حتیٰ کہ اس جانور کے ساتھ احسان کرنا بھی اس میں داخل ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے یا نہیں کھایا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کو عطا کرنے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے...... اگرچہ وہ (احسان کرنے کے) عمومی حکم میں داخل ہیں...... کیونکہ ان کا حق موکد ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی متعین ہے اور صلہ رحمی کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس حکم میں، قریب اور دور کے تمام رشتہ دار داخل ہیں مگر جو رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ ﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ﴾ ''اور وہ فحشاء سے منع کرتا ہے'' (الفحشاء) ہر اس بڑے گناہ کو کہتے ہیں جس کو شریعت اور فطرت سلیم برا سمجھتی ہو، مثلاً شرک، قتل ناحق، زنا، چوری، خود پسندی، تکبر اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حقارت سے پیش آنا وغیرہ۔ (المنکر) میں ہر وہ گناہ اور معصیت داخل ہے جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہو۔ (البغی) سے مراد ہے لوگوں کے جان، مال اور ناموس پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنا...... اس طرح یہ آیت کریمہ تمام مامورات و منہیات کی جامع ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس میں داخل نہ ہو۔ یہ ایک اصول ہے جس کی طرف تمام جزئیات لوٹتی ہیں۔

پس ہر مسئلہ جو عدل، احسان یا قرابت داروں کو عطا کرنے پر مشتمل ہے تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ مسئلہ جو فواحش، منکرات یا ظلم اور زیادتی پر مشتمل ہے تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے حسن و قبح کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اسی کے ذریعے سے لوگوں کے اقوال کو جانچا جاتا ہے اور اسی کی طرف تمام احوال لوٹتے ہیں۔ نہایت ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے کلام کو ہدایت، شفا، روشنی اور تمام اشیاء کو پرکھنے کے لئے فرقان بنایا۔ اسی لئے فرمایا: ﴿يَعِظُكُمْ﴾ ''وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ ان امور کے ذریعے سے تمہیں نصیحت کرتا ہے جن کو اس نے تمہارے لئے اپنی کتاب میں واضح فرمایا۔ وہ تمہیں اس چیز کا حکم دیتا ہے جس میں تمہاری بھلائی ہے اور اس چیز سے روکتا ہے جو تمہارے لئے ضرر رساں ہے۔ ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تاکہ تم نصیحت پکڑو۔'' جس چیز کی تمہیں نصیحت کی گئی ہے۔ پس تم اس کو سمجھو کیونکہ جب تم اس سے نصیحت حاصل کر کے اس کو سمجھ لو گے تب تم اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرو گے اور تم ایسی سعادت سے فیض یاب ہو گے جس کے اندر شقاوت کا شائبہ نہیں ہوتا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے ان امور کا حکم دیا جو اصل شریعت میں واجب ہیں، تو اس نے ان امور کے پورا کرنے

کا بھی حکم دیا جن کو بندہ خود اپنے آپ پر واجب کرتا ہے' چنانچہ فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا

اور پورا کرو تم عہد اللہ کا جب آپس میں عہد و پیماں کرو تم، اور نہ توڑو تم قسمیں (اپنی) بعد پختہ کر لینے کے ان کو،

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

جب کہ بنا لیا تم نے اللہ کو اوپر اپنے (عہد و پیماں کے) ضامن، بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ○ اور نہ

تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ

ہو تم مانند اس عورت کی جس نے توڑ ڈالا کاتا ہوا سوت اپنا بعد مضبوطی (سے کاتنے) کے' ٹکڑے ٹکڑے کر کے، کہ بناؤ تم اپنی قسموں کو

دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ

دھوکا دینے کا ذریعہ آپس میں، اسلیے کہ ہو ایک جماعت بڑھی ہوئی (مال و افراد میں) دوسری جماعت سے، یقیناً آزماتا ہے تمہیں اللہ

بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

ساتھ اس (عہد و پیماں) کے' اور البتہ ضرور بیان کرے گا وہ تمہارے لیے دن قیامت کے وہ چیز کہ تھے تم اس میں اختلاف کرتے ○

یہ آیت کریمہ ان تمام عہدوں کو شامل ہے جو بندے نے اپنے رب کے ساتھ کیے ہیں' مثلاً عبادات' نذریں اور قسمیں وغیرہ جن کو بندے نے اپنے آپ پر لازم کیا ہو جبکہ وہ صحیح اور جائز ہوں اور یہ اس معاہدے کو بھی شامل ہے جو دو بندوں کے درمیان ہو' مثلاً لین دین کرنے والے دو اشخاص کے درمیان معاہدہ اور وہ وعدہ جو بندہ کسی اور کے ساتھ کرتا ہے اور اپنے آپ پر اس کو لازم قرار دے لیتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں قدرت رکھتے ہوئے معاہدوں اور وعدوں کو پورا کرنا واجب ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے سے روکا ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا﴾ "اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو۔" یعنی اللہ کے نام پر قسمیں کھانے کے بعد ان کو مت توڑو۔ ﴿وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ﴾ "اور تم نے کیا ہے اللہ کو اپنا" اے معاہدہ کرنے والو! ﴿كَفِيْلًا﴾ "ضامن" اس لئے تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ تم اس کے مطابق عمل نہ کرو جس پر تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن مقرر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو ترک کرنا اور اس کی استہانت ہے۔ حالانکہ دوسرا فریق تم سے حلف لینے اور اس تاکید پر راضی ہو گیا جس میں تم نے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا۔ جس طرح اس نے تمہیں امین بنایا اور تم پر اپنے حسن ظن کا اظہار کیا ہے اسی طرح تم بھی اپنے الفاظ اور تاکید کی پاسداری کرو۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ "تم جو کچھ کرتے ہو' اللہ جانتا ہے" اس لئے اللہ تعالیٰ ہر عمل کرنے والے کو اس کی نیت اور قصد کے مطابق جزا دے گا۔ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا﴾ اپنے عہد توڑنے میں بدترین مثال نہ بنو جو بدعہدی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والوں کی صفت پر دلالت کرتی ہے ﴿كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ "اس عورت کی مانند' جس نے مضبوطی

سے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔'' یعنی پہلے اس نے محنت سے سوت کاتا' جب وہ مضبوط اور اس کی خواہش کے مطابق ہو گیا' تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' گویا اس نے پہلے کاتنے کی محنت کی' پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں محنت کی۔ پس ناکامی' تھکاوٹ' حماقت اور عقل کی کمی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اسی طرح جو کوئی عہد کو توڑتا ہے وہ ظالم' جاہل اور احمق ہے' اس کے دین اور مروت میں نقص ہے۔

﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ﴾ ''کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ آپس میں' اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے سے'' یعنی تمہاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے کہ موکد اور پختہ قسمیں اٹھاؤ' پھر موقع اور حالات کی تلاش میں رہو۔ پس ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اگر معاہدہ کرنے والا کمزور ہو اور مخالف فریق پر قدرت نہ رکھتا ہو تو معاہدے کو پورا کرے مگر قسم اور معاہدے کی حرمت اور تعظیم کی خاطر نہیں بلکہ اپنی بے بسی کی بنا پر اور اگر معاہدہ کرنے والا طاقتور ہو اور معاہدہ توڑنے میں اسے کوئی دنیاوی مصلحت نظر آتی ہو تو اسے توڑ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے عہد کی پروا نہ کرے۔ یہ سب کچھ خواہشات نفس کے تابع ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی مراد مروت انسانی اور اخلاق فاضلہ پر مقدم رکھا گیا ہو اور یہ اس لیے کہ ایک قوم عدد اور طاقت کے لحاظ سے دوسری قوم سے بڑی ہے۔ ﴿اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ﴾ ''یہ تو اللہ پرکھتا ہے تم کو اس کے ذریعے سے'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمانے کے لیے مصیبتوں کے اسباب مقرر کرتا ہے جس سے سچا اور وفادار شخص بدعہد اور بدبخت شخص سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ ﴿وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''اور آئندہ کھول دے گا اللہ تمہارے لیے قیامت کے دن جس بات میں تم جھگڑتے تھے'' پس وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے گا اور بدعہدی کرنے والے کو رسوا کرے گا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

اور اگر چاہتا اللہ تو بنا دیتا تمہیں امت ایک ہی، لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

جس کو چاہتا ہے، اور البتہ ضرور سوال کیے جاؤ گے تم ان (اعمال) کی بابت جو تھے تم کرتے ○

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ ''اور اگر اللہ چاہے'' تو تمام لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دے اور ﴿لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''تم کو ایک امت بنا دے۔'' مگر اللہ تعالیٰ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے میں یکتا ہے اور اس کا ہدایت دینا اور گمراہ کرنا اس کے ایسے افعال ہیں جو اس کے علم و حکمت کے تابع ہیں' وہ اپنے فضل و کرم سے ایسے شخص کو ہدایت سے نوازتا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اپنے عدل کی بنا پر ایسے شخص کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے جو اس کا مستحق نہیں۔ ﴿وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور جو عمل تم کرتے ہو ان کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔'' یعنی

تمہارے اچھے برے اعمال کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عدل کے ساتھ تمہیں اسکی پوری پوری جزا دے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا

اور مت بناؤ تم اپنی قسموں کو دھوکا دینے کا ذریعہ آپس میں، کہ ڈگمگا جائے قدم (اسلام سے) بعد اس کے جمنے کے، اور چکھو تم

السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾

سزا (دنیا میں) بوجہ اس کے کہ روکا تم نے اللہ کی راہ سے، اور ہوگا تمہارے لئے عذاب بہت بڑا (آخرت میں) ○

﴿ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ﴾ ''اور نہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو'' یعنی اپنے عہد اور میثاق کو ﴿ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ ﴾ ''آپس میں دھوکے کا ذریعہ'' یعنی اپنی خواہشات نفس کا تابع نہ بناؤ کہ جب چاہو پورا کر دو اور جب چاہو توڑ دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو صراط مستقیم پر سے تمہارے قدم پھسل جائیں گے۔ ﴿ وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ ﴾ ''اور چکھو گے تم سزا'' یعنی تم ایسے عذاب کا مزا چکھو گے جو بہت برا اور غمزدہ کر دینے والا عذاب ہوگا ﴿ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ''اس بات پر کہ تم نے اللہ کے راستے سے روکا'' کیونکہ تم خود بھی راہ راست سے بھٹکے اور دوسروں کو بھی بھٹکا دیا۔ ﴿ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ ''اور تمہارے لئے عذاب ہے بڑا'' یعنی کئی گنا۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور نہ خرید و تم بدلے میں اللہ کے عہد کے قیمت تھوڑی (دنیوی فائدہ) یقیناً جو (اجر) اللہ کے ہاں ہے وہ بہت ہی بہتر ہے واسطے تمہارے،

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

اگر ہو تم جانتے ○ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہو جائے گا اور جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے،

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ

اور البتہ ضرور ہم بدلہ (میں) دیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا، اجر و ثواب ان کا زیادہ اچھا اس سے جو تھے وہ عمل کرتے ○ جس نے

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

عمل کیا نیک، مرد ہو یا عورت، جب کہ وہ مومن ہو، تو زندگی بخشیں گے ہم اس کو (دنیا میں) زندگی پاکیزہ

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾

اور البتہ ضرور بدلہ (میں) دیں گے ان کو اجر و ثواب ان کا، زیادہ اچھا اس سے جو تھے وہ عمل کرتے ○

اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو ڈراتا ہے جو متاع دنیا اور اس کے چند ٹکڑوں کی خاطر عہد اور قسم کو توڑتے ہیں۔ فرمایا: ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ ''اور نہ لو تم اللہ کے عہد پر تھوڑا سا مول'' یعنی وہ متاع دنیا جو تم بدعہدی کے ذریعے سے حاصل کرتے ہو۔ ﴿ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ ''بے شک جو اللہ کے ہاں ہے'' دنیوی اور اخروی

ثواب اس شخص کے لئے جو اللہ کی رضا کو ترجیح دیتا اور اس عہد کو پورا کرتا ہے جو اللہ نے اس سے لیا۔ ﴿هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ’’وہ تمہارے لئے بہتر ہے‘‘ اور وہ زائل ہو جانے والی دنیا کی متاع سے کہیں بہتر ہے۔ پس انہوں نے باقی رہنے والی چیز کو ختم ہو جانے والی چیز پر ترجیح دی ہے۔ ﴿مَا عِنْدَكُمْ﴾ ’’جو کچھ تمہارے پاس ہے‘‘ خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو ﴿يَنْفَدُ﴾ ’’وہ ختم (ہو کر فنا) ہو جائے گا‘‘ ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ ’’اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا‘‘ کیونکہ وہ خود باقی رہنے والا ہے اسے فنا اور زوال نہیں۔ پس وہ شخص عقل مند نہیں جو فانی اور خسیس چیز کو ہمیشہ رہنے والی نفیس چیز پر ترجیح دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مانند ہے۔ ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ (الاعلیٰ: ۸۷/۱۶۔۱۷) ’’مگر تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔‘‘ ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ (آل عمران: ۳/۱۹۸) ’’اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہتر ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب دی گئی ہے خاص طور پر زہد متعین اور اس سے مراد ان چیزوں میں بے رغبتی اور ان سے پہلو بچانا ہے جو بندے کے لئے ضرر رساں ہیں اور اس بات کی موجب ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی واجب کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ کر ان دنیاوی چیزوں میں مشغول ہو جائے اور حقوق اللہ پر ان دنیاوی چیزوں کو ترجیح دینے لگے اس لئے کہ یہ زہد فرض ہے۔ زہد کے اسباب میں سے ایک داعیہ (سبب) یہ ہے کہ بندہ دنیا کی ناپائیدار لذات و شہوات کا آخرت کی بھلائیوں کے ساتھ تقابل کرے۔ وہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق اور تفاوت پائے گا اور یہ تفاوت اسے بلند تر چیز کو ترجیح دینے پر آمادہ کرے گا۔

اور عبادات مثلاً نماز روزے اور ذکر اذکار وغیرہ پر توجہ مرکوز کر کے دنیا سے منقطع ہو جانا زہد ممدوح نہیں ہے بلکہ صحیح معنوں میں زاہد بننا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ بندہ مقدور بھر شریعت کے ظاہری اور باطنی احکام کی تعمیل نہ کرے اور قول و فعل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت نہ دے۔ پس حقیقی زہد یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز سے منہ موڑ لے جس کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں اور ہر اس چیز کے حصول کے لئے رغبت کے ساتھ کوشش کرے جو دین و دنیا میں فائدہ مند ہے۔

﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا﴾ ’’اور ہم بدلے میں دیں گے صبر کرنے والوں کو‘‘ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اور اس کی نافرمانی سے باز رہ کر صبر کرتے ہیں اور دنیاوی شہوات سے منہ موڑ لیتے ہیں جو ان کے دین کے لئے مضر ہیں۔ ﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ’’ان کے اعمال کا نہایت اچھا بدلہ۔‘‘ یعنی نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ تک۔ کیونکہ جو کوئی نیک کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے عمل کرنے والوں کے لئے دنیاوی اور اخروی ثواب کا ذکر کرتے

ہوئے فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ ’’جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو‘‘ اس لئے کہ ایمان اعمال صالحہ کی صحت اور ان کی قبولیت کے لئے شرط ہے بلکہ اعمال صالحہ کو ایمان کے بغیر اعمال صالحہ کہا ہی نہیں جا سکتا۔ ایمان اعمال صالحہ کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ ایمان تصدیق جازم کا نام ہے۔ واجبات و مستحبات پر مشتمل اعمال جوارح ایمان کا ثمرہ ہیں۔

پس جو کوئی ایمان اور عمل صالح کو جمع کر لیتا ہے ﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ ’’تو ہم اس کو زندگی دیں گے اچھی زندگی‘‘ یہ زندگی اطمینان قلب سکون نفس اور ان امور کی طرف عدم التفات پر مشتمل ہے جو قلب کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح رزق حلال سے نوازتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ﴾ ’’اور ہم بدلے میں دیں گے ان کو‘‘ یعنی آخرت میں ﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ’’ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی لذات سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرے گا۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

پس جب آپ پڑھنے لگیں قرآن تو پناہ طلب کریں اللہ کی، شیطان مردود سے ○ بلاشبہ وہ (شیطان) نہیں ہے

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اس کے لئے کوئی غلبہ اوپر ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور اوپر اپنے رب کے وہ بھروسہ کرتے ہیں ○

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳/۱۹

یقیناً اس کا غلبہ تو اوپر ان لوگوں کے ہے جو دوستی کرتے ہیں اس سے، اور (ان پر) جو اس (اللہ) کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں ○

یعنی جب آپ کتاب اللہ کی قرأت کا ارادہ کریں جو تمام کتابوں میں سب سے زیادہ شرف کی حامل اور جلیل ترین کتاب ہے۔ اس کتاب میں دلوں کی اصلاح اور بہت سے علوم پنہاں ہیں۔ بندہ جب فضیلت والے امور کی ابتداء کرتا ہے تو شیطان کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے کہ بندے کو ان کے مقاصد اور معانی سے دور کر دے۔ شیطان کے شر سے سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لئے التجا کرے چنانچہ کتاب اللہ کی قرأت کرنے والا تعوذ کے معانی میں تدبر کے ساتھ ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھے اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے کہ وہ شیطان کے شر کو اس سے دور رکھے گا۔ وہ شیطان کے وسوسوں اور ردی افکار کو دور جھٹکنے کی پوری کوشش کرے اور ان وسوسوں کو دفع کرنے کے لئے مضبوط ترین سبب استعمال کرے اور وہ ہے ایمان اور توکل کے زیور سے آراستہ ہونا اس لئے کہ شیطان ﴿لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ﴾ ’’اسے کوئی تسلط حاصل نہیں‘‘

﴿عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ﴾ ’’ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر‘‘ جس کا کوئی شریک نہیں ﴿يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ’’بھروسہ کرتے ہیں۔‘‘ پس اللہ تبارک وتعالیٰ توکل کرنے والے اہل ایمان سے شیطان کے شر کو دور ہٹا دیتا ہے اور شیطان کو ان پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ ﴿اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ﴾ یعنی شیطان کا تسلط ﴿عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ﴾ ’’صرف انہی لوگوں پر ہے جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں‘‘ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی سے نکل کر شیطان کی اطاعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے گروہ میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو شیطان کی سرپرستی میں دے دیتے ہیں۔ شیطان ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ابھارتا رہتا ہے اور انہیں جہنم کے راستوں پر لے جاتا ہے۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ

اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو بجائے (دوسری) آیت کے اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو وہ نازل کرتا ہے، تو کہتے ہیں وہ (کافر) یقیناً

اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ

تو خود گھڑ لانے والا ہے، بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ○ آپ کہہ دیجیے، نازل کیا ہے اس (قرآن) کو جبریل نے آپ کے رب کی طرف سے

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ساتھ حق کے، تاکہ ثابت (قدم) رکھے اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اور ہدایت اور خوش خبری ہے واسطے مسلمانوں کے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اس قرآن کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم میں ایسے امور کی تلاش میں رہتے ہیں جو ان کے لئے حجت ہوں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ حاکم اور حکمت والا ہے‘ جو احکام کو مشروع کرتا ہے اور اپنی حکمت اور رحمت کی بنا پر کسی حکم کو بدل کر اس کی جگہ کسی دوسرے حکم کو لے آتا ہے۔ پس جب وہ اس قسم کی تبدیلی دیکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم میں عیب چینی کرتے ہیں ﴿قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ﴾ ’’تو کہتے ہیں کہ تو افترا پرداز ہے‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ’’بلکہ ان میں سے اکثر نادان ہیں۔‘‘ پس وہ جاہل ہیں جنہیں اپنے رب کے بارے میں کچھ علم ہے نہ شریعت کے بارے میں اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ جاہل کی جرح وقدح کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ کسی چیز کے بارے میں جرح وقدح اس کے بارے میں علم کی ایک شاخ ہے جو مدح اور قدح کی موجب ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ ’’کہہ دیجیے! اس کو روح القدس نے اتارا‘‘ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے جناب جبریل علیہ السلام ہیں جو نہایت مقدس اور ہر عیب‘ خیانت اور آفت سے پاک ہیں۔ ﴿مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ ’’آپ کے رب کی طرف سے سچائی کے ساتھ‘‘ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوا ہے‘ اس کی خبریں اور اس کے اوامر ونواہی حق پر مشتمل ہیں۔ پس کسی کے لئے گنجائش نہیں کہ اس میں بامعنی جرح وقدح کر

سکے، کیونکہ جب اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ حق ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو چیز اس کے متناقض اور معارض ہے، وہ باطل ہے۔

﴿ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ ”تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو“ وقتاً فوقتاً اس کی آیات کے نزول اور ان پر توارد کے وقت۔ اور یوں رفتہ رفتہ حق ان کے دلوں میں جاگزیں ہو کر پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے کیونکہ انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حق ہے اور جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم مشروع کر کے اسے منسوخ کر دیتا ہے تو انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اسی جیسے یا اس سے بہتر کسی اور حکم سے بدل دیا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کا کسی حکم کو منسوخ کرنا حکمت ربانی اور عقلی مناسبت رکھتا ہے۔ ﴿ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ ”اور ہدایت اور خوش خبری ہے واسطے مسلمانوں کے“ یعنی اللہ تعالیٰ اشیاء کے حقائق کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے، ان کے سامنے باطل میں سے حق اور گمراہی میں سے ہدایت کو واضح کرتا ہے اور وہ انہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے جہاں وہ ابدالآباد تک رہیں گے، نیز اللہ تعالیٰ کا اپنے احکام کو رفتہ رفتہ نازل کرنا اہل ایمان کے لئے زیادہ ہدایت اور بشارت کا باعث بنتا ہے۔ یک بارگی نازل کرنے سے فکر تفرق اور تشتت کا شکار ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حکم اور بشارت کو زیادہ کثرت سے نازل کرتا ہے۔ جب اہل ایمان ایک حکم کو سمجھ کر اس کی فہم حاصل کر لیتے ہیں، انہیں اس کی مراد کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اس کے مفاہیم و معانی سے خوب سیراب ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اس جیسا ایک اور حکم نازل کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب اللہ پر عمل کر کے بہت بڑے مقام پر پہنچ گئے، ان کی عادات اور طبائع بدل گئیں اور انہوں نے ایسے اخلاق، عادتیں اور اعمال اختیار کر لئے جن کی بنا پر وہ تمام اولین و آخرین سے بڑھ گئے۔ ان کے بعد آنے والوں کے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ کتاب اللہ کے علوم کے ذریعے سے اپنی تربیت کریں، اس کے اخلاق کو اپنائیں، گمراہی اور جہالتوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں اس کے نور سے روشنی حاصل کریں اور تمام حالات میں اس کو اپنا راہنما بنائیں پس اس طرح ہی ان کے دینی اور دنیاوی معاملات درست رہیں گے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ
اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ (کفار) کہتے ہیں کہ یقیناً سکھاتا ہے اسکو (قرآن) ایک آدمی، (حالانکہ) زبان اس شخص کی
يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (١٠٣) اِنَّ الَّذِيْنَ
کہ غلط نسبت کرتے ہیں وہ (قرآن کی) اسکی طرف، عجمی (غیر فصیح) ہے، اور یہ (قرآن تو) زبان عربی ہے واضح ○ بلاشبہ وہ لوگ جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (١٠٤) اِنَّمَا
نہیں ایمان لاتے ساتھ آیات الٰہی کے، نہیں ہدایت دیتا انہیں اللہ، اور ان کے لیے عذاب ہے بہت دردناک ○ یقیناً

يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

باندھتے ہیں جھوٹ تو صرف وہی لوگ جو نہیں ایمان لاتے ساتھ آیات الٰہی کے، اور وہ لوگ، وہی ہیں جھوٹے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والے مشرکین کے قول کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے۔ ﴿ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ اس کو تو سکھلاتا ہے'' یعنی یہ قرآن جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں ﴿ بَشَرٌ ﴾ ''ایک آدمی'' اور وہ شخص جس کی طرف یہ لوگ اشارہ کرتے ہیں عجمی زبان رکھتا ہے ﴿ وَهٰذَا ﴾ اور یہ قرآن ﴿ لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ ''زبان عربی ہے صاف'' کیا یہ بات ممکن ہے؟ کیا اس بات کا ذرا بھی احتمال ہو سکتا ہے؟ مگر جھوٹا شخص جھوٹ بولتا ہے اور وہ نہیں سوچتا کہ اس کا جھوٹ اسی کی طرف لوٹ آئے گا۔ اس کی بات ایسے تناقض اور فساد کی حامل ہوگی جو محض تصور ہی سے اس بات کی تردید کا موجب ہوگا۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ﴾ ''بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے'' جو نہایت صراحت کے ساتھ حق مبین پر دلالت کرتی ہیں۔ پس یہ لوگ ان آیات کریمہ کو ٹھکراتے ہیں اور انہیں قبول نہیں کرتے۔ ﴿ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ ﴾ ''ان کو اللہ ہدایت نہیں دیتا'' کیونکہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر انہوں نے اسے ٹھکرا دیا اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی کہ ان کو ہدایت سے محروم کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ﴿ وَلَهُمْ ﴾ ''اور ان کے واسطے'' یعنی آخرت میں ﴿ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''دردناک عذاب ہے۔''

﴿ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ ﴾ یعنی جھوٹ اور افترا پردازی ان لوگوں سے صادر ہوتی ہے ﴿ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ﴾ ''جو آیات الٰہی پر ایمان نہیں رکھتے'' مثلاً وہ لوگ جو واضح دلائل آ جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ سے عناد رکھتے ہیں ﴿ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ ''اور وہی لوگ جھوٹے ہیں'' یعنی جھوٹ ان میں منحصر ہے اور دوسروں کی بجائے وہی جھوٹ کے اطلاق کے زیادہ مستحق ہیں۔ رہے محمد مصطفیٰ ﷺ تو وہ آیات الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکتے ہیں اس لئے محال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی بات منسوب کریں جو اس نے نہیں کہی۔ پس آپ کے دشمنوں نے آپ پر جھوٹ کا الزام لگایا' حالانکہ جھوٹ خود ان کا اپنا وصف تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رسوائی کو ظاہر اور ان کی فضیحت کو واضح کر دیا۔ پس ہر قسم کی ستائش اسی کے لئے ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ

جو شخص کفر کرے ساتھ اللہ کے بعد اپنے ایمان کے، سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جائے اور دل اس کا مطمئن ہو

بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

ایمان پر لیکن وہ شخص جس نے کھول دیا ساتھ کفر کے سینہ (اپنا)، تو ایسے لوگوں پر غضب ہے اللہ کا

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ

اور ان کے لئے عذاب ہے بہت بڑا ○ یہ اس لئے کہ انہوں نے پسند کیا زندگانیء دنیا کو اوپر آخرت کے،

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ

اور بے شک اللہ، نہیں ہدایت دیتا کافروں کی قوم کو ○ یہ وہ لوگ ہیں کہ مہر لگا دی ہے اللہ نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾

اوپر ان کے دلوں کے اور ان کے کانوں، اور ان کی آنکھوں کے، اور یہ لوگ، وہی ہیں غافل ○

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾

یقیناً بلاشبہ یہی لوگ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں ○

اللہ تبارک وتعالیٰ کفار کے احوال بد کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ﴾ ’’جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اس پر ایمان لانے کے بعد‘‘ یعنی چشم بینا سے حقائق کو دیکھ لینے کے بعد بھی اندھا ہی رہا‘ راہ پا لینے کے بعد گمراہی کی طرف لوٹ گیا اور اس نے برضا ورغبت‘ شرح صدر اور اطمینان قلب کے ساتھ کفر کو اختیار کر لیا۔ ایسے لوگوں پر رب رحیم سخت غضب ناک ہوگا۔ وہ جب ناراض ہوتا ہے تو دنیا کی کوئی چیز اس کے غضب کے سامنے نہیں ٹھہرتی اور ہر چیز ان سے ناراض ہو جاتی ہے۔ ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ’’اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے‘‘ یعنی یہ عذاب اپنی انتہائی شدت کے ساتھ ساتھ دائمی بھی ہوگا۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾ ’’یہ اس واسطے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو پسند کیا آخرت پر‘‘ کیونکہ وہ دنیا کے چند ٹکڑوں میں طمع اور رغبت کی بنا پر اور آخرت کی بھلائی سے روگردانی کر کے الٹے پاؤں پھر گئے۔ پس جب انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو چن لیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت سے محروم کر دیا اور ان کی راہنمائی نہ کی‘ کیونکہ کفران کا وصف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ پس کسی قسم کی بھلائی ان کے اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اس لئے کوئی ایسی چیز ان میں نفوذ نہیں کر سکتی جو ان کے لئے فائدہ مند ہو اور ان کے دلوں تک پہنچ سکے۔ پس غفلت ان پر طاری ہو گئی‘ رسوائی نے ان کا احاطہ کر لیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گئے جو ہر چیز پر سایہ کناں ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے پاس آئی انہوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور وہ ان پر پیش کی گئی مگر انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ ﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ’’یقیناً وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں‘‘ یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنی جان‘ مال اور اہل وعیال کے بارے میں گھاٹے میں پڑ گئے‘ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے محروم ہو گئے اور ان کو دردناک عذاب میں ڈال دیا گیا۔ اس کے برعکس جس

شخص کو جبر کے ساتھ کفر پر مجبور کیا گیا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے اور ایمان میں پوری رغبت رکھتا ہے تو اس پر کوئی حرج ہے نہ گناہ۔ ایسے شخص کے لئے جبر واکراہ کے تحت کلمہ ءکفر کہنا جائز ہے۔

یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جبر واکراہ کے تحت دی گئی طلاق، غلام کی آزادی، خرید وفروخت اور تمام معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ان امور پر کوئی شرعی حکم مترتب ہوتا ہے کیونکہ جب جبر واکراہ کی صورت میں کلمہ ءکفر کہنے پر اس پر کوئی گرفت نہیں تو دوسرے امور زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ جبر کی صورت میں ان پر گرفت نہ ہو۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا

پھر بلاشبہ آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ وہ آزمائے گئے، پھر انہوں نے جہاد کیا

وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ

۱۴ ع ۲۰

اور صبر کیا، بیشک آپ کا رب بعد اس کے البتہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ○ (یاد کرو!) جس دن آئے گا ہر نفس

تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جھگڑتا ہوا اپنی بابت، اور پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا ہر نفس کو اس کا جو اس نے عمل کیا، اور وہ نہیں ظلم کیے جائیں گے ○

یعنی پھر بلاشبہ آپ کا رب جس نے اپنے مخلص بندوں کی، اپنے لطف واحسان کے ذریعے سے تربیت کی اس شخص کے لئے بہت غفور ورحیم ہے جو اس کی راہ میں ہجرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنا گھر بار اور مال اسباب سب چھوڑ دیتا ہے، دین کی وجہ سے اسے ستایا جاتا ہے تاکہ وہ کفر کی طرف دوبارہ لوٹ آئے، مگر وہ ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے اور اپنے یقین کو بچا لیتا ہے، پھر وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتا ہے تاکہ ان کو اللہ کے دین میں داخل کرے اور وہ ان عبادات پر صبر کرتا ہے جو اکثر لوگوں پر بہت شاق گزرتی ہیں۔ یہ سب سے بڑے اسباب ہیں جن کے ذریعے سے سب سے بڑے عطیات اور بہترین مواہب حاصل ہوتے ہیں اور وہ عطیات ومواہب یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور ہر امر مکروہ کو اس سے دور کر دیتا ہے اور وہ اپنی عظیم رحمت سے اسے ڈھانپ لیتا ہے جس سے بندوں کے احوال صحیح اور ان کے دینی اور دنیاوی امور درست ہوتے ہیں۔ پس قیامت کے روز ان کے لئے رحمت ہے۔

﴿ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا ﴾ ”جس دن آئے گا ہر نفس جھگڑا کرتا ہوا اپنی طرف سے“ یعنی ہر شخص (نفسی نفسی) پکارے گا اور اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا، پس اس روز بندہ ذرہ بھر نیکی کے حصول کا بھی محتاج ہوگا۔ ﴿ وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ ﴾ ”اور پورا ملے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا“ یعنی نیک یا بد جو بھی عمل کیا ہوگا ﴿ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ ”اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“ یعنی ان کے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا نہ ان کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی۔ ﴿ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ (یٰسٓ: ۳۶/۵۴)

’’آج کسی جان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں ویسی ہی جزا دی جائے گی جیسے تم عمل کرتے رہے ہو۔‘‘

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْہَا رِزْقُہَا رَغَدًا

اور بیان کی اللہ نے مثال ایک بستی کی کہ تھی وہ بستی امن والی، چین والی، آتا تھا اس کے پاس رزق اس کا بافراغت

مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

ہر جگہ سے، پس ناشکری کی اس (کے باشندوں) نے اللہ کی نعمتوں کی تو چکھایا انہیں اللہ نے لباس بھوک اور خوف کا

بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَہُمْ رَسُوْلٌ مِّنْہُمْ فَکَذَّبُوْہُ

بوجہ اس کے جو تھے وہ کرتے ○ اور البتہ تحقیق آیا ان کے پاس ایک رسول انہی میں سے، پس انہوں نے جھٹلایا اس کو

فَاَخَذَہُمُ الْعَذَابُ وَہُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

تو آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے ○

اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ ہے' جو امن کا گہوارہ اور اطمینان کی جگہ تھی' اس بستی میں کسی کو پریشان نہیں کیا جاتا تھا۔ بڑے بڑے جہلا بھی اس کا احترام کرتے تھے حتیٰ کہ اس بستی میں کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو بھی دیکھتا تو اس کا جذبۂ انتقام جوش نہیں مارتا تھا' حالانکہ ان میں عربی حمیت و تکبر بہت زیادہ تھا۔ مگر مکہ مکرمہ میں کامل امن تھا جو کسی اور شہر میں نہ تھا۔ اسی طرح اس کو کشادہ رزق سے بھی نوازا گیا تھا۔ مکہ مکرمہ ایسا شہر تھا جہاں کھیتیاں تھیں نہ باغات بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رزق کو آسان کر دیا تھا' ہر سمت سے ان کو رزق پہنچتا تھا۔ پس ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول آیا' جس کی صداقت اور امانت کو وہ خوب جانتے تھے جو انہیں کامل ترین امور کی طرف دعوت دیتا تھا اور انہیں بری باتوں سے روکتا تھا۔ مگر انہوں نے اسے جھٹلایا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو امن و اطمینان کے برعکس بدامنی کا مزہ چکھایا' انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا جو خوشحالی کی ضد ہے اور ان پر خوف طاری کر دیا جو امن کی ضد ہے۔ یہ سب ان کی بداعمالیوں' ان کے کفر اور ان کی ناشکری کی پاداش میں تھا۔ ﴿وَمَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾ (النحل: ۳۳/۱۶) ’’اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔‘‘

فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۠ وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ

پس کھاؤ تم اس میں سے جو رزق دیا تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ، اور شکر کرو تم اللہ کی نعمت کا، اگر

کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ

ہو تم خاص اسی کی عبادت کرتے ○ یقیناً اللہ نے حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ

اور گوشت خنزیر کا اور وہ چیز کہ نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا اس پر' پس جو شخص لاچار ہو جائے، نہ ہو وہ سرکش

وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ

اور نہ حد سے بڑھنے والا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے ○ اور نہ کہو تم اسکو کہ بیان کرتی ہیں (اسکی بابت) تمہاری زبانیں

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

جھوٹ، کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، تاکہ باندھو تم اوپر اللہ کے جھوٹ، بے شک وہ لوگ جو

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ

باندھتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ، نہیں فلاح پائیں گے وہ ○ (ان کے لئے) فائدہ ہے تھوڑا سا اور واسطے ان کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ

عذاب ہے بہت دردناک ○ اور اوپر ان لوگوں کے جو یہودی ہوئے‘ حرام کیا تھا ہم نے جو کچھ کہ بیان کیا ہے ہم نے آپ پر

مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اس سے پہلے‘ اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر‘ لیکن تھے وہ (خود) اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے حیوانات‘ غلہ جات اور میوہ جات وغیرہ کھائیں۔ ﴿حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ ”حلال اور پاکیزہ“ یعنی اس رزق کو اس حالت میں کھائیں کہ وہ مذکورہ دو اوصاف سے متصف ہو یعنی یہ ان چیزوں میں سے نہ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے اور نہ وہ رزق کسی غصب کے نتیجے میں حاصل ہوا ہو۔ پس بغیر کسی اسراف اور زیادتی کے اللہ تعالیٰ کے رزق سے فائدہ اٹھاؤ ﴿وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ ”اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو“ قلب کے ذریعے سے اس نعمت کا اعتراف کر کے‘ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کر کے ﴿اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ ”اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔“ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص ہو تو صرف اسی کا شکر ادا کرو اور نعمتیں عطا کرنے والے کو فراموش نہ کرو۔

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ﴾ ”اس نے تم پر صرف حرام کر دیا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی خاطر ضرر رساں چیزوں کو تم پر حرام ٹھہرا دیا ہے۔ ﴿الْمَيْتَةَ﴾ ”مردار۔“ یعنی ان چیزوں میں ایک مردار ہے اس میں ہر وہ جانور داخل ہے جس کی موت مشروع طریقے سے ذبح کیے بغیر واقع ہوئی ہو۔ ٹڈی اور مچھلی کا مردار اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ ﴿وَالدَّمَ﴾ ”اور خون“ یعنی بہایا ہوا (جو ذبح کے وقت بہتا ہے) اور وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد رگوں اور گوشت میں باقی رہ جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ ﴿وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ﴾ ”اور خنزیر کا گوشت“ یہ اس کی گندگی اور ناپاکی کی وجہ سے حرام ہے اور یہ حکم اس کے گوشت‘ اس کی چربی اور اس کے تمام اجزا کو شامل ہے۔

﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ ”اور جس پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا۔“ مثلاً وہ جانور جو بتوں اور

قبروں وغیرہ پر ذبح کیا جائے کیونکہ اس کا مقصد شرک ہے۔ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ ''پس جو شخص مجبور ہو جائے'' ان محرمات میں سے کسی چیز کے استعمال کرنے پر' یعنی ضرورت اسے اس کے استعمال پر مجبور کر دے اور اسے ڈر ہو کہ اگر وہ یہ حرام چیز نہیں کھائے گا تو مر جائے گا تو اس حرام چیز کو کھا لینے میں کوئی گناہ نہیں۔ ﴿غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ ''نہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا'' یعنی جب وہ مجبور نہ ہو تو حرام چیز کھانے کا ارادہ رکھتا ہو نہ حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف جاتا ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ حرام چیز کو استعمال میں لاتا ہو۔ یہ وہ محرمات ہیں جن کو اضطراری حالت میں اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ﴾ ''اور نہ کہو تم جن کو تمہاری زبانیں جھوٹ بنا لیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے اور افترا پردازی کرتے ہوئے خود اپنی طرف سے حلال اور حرام کے ضابطے نہ بناؤ۔ ﴿لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾ ''تا کہ تم اللہ پر بہتان باندھو۔ بے شک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے'' دنیا میں نہ آخرت میں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ضرور ذلیل ورسوا کرے گا' اگر انہوں نے اس دنیا سے فائدہ اٹھایا بھی ﴿مَتَاعٌ قَلِيْلٌ﴾ ''تو یہ بہت ہی قلیل متاع ہے'' اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے ﴿وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے'' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان کی بنا پر ہمیں گندگی سے بچانے کے لئے ہمارے لئے صرف ناپاک چیزوں کو حرام کیا ہے لیکن یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ظلم کی سزا کے طور پر طیبات کو حرام ٹھہرا دیا تھا جو ان کے لئے حلال تھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں ان الفاظ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ (الانعام: ١٤٦/٦)

''اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والے جانور حرام کر دیئے' گائے اور بکری کی چربی بھی حرام ٹھہرا دی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ یا ان کی انتڑیوں یا ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی رہ جائے۔ یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی اور بے شک ہم سچے ہیں''۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

پھر بے شک آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے عمل کئے برے بوجہ جہالت کے، پھر توبہ کی انہوں نے

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾ ع ۱۵ ۲۱

بعد اس کے اور (اپنی) اصلاح کر لی، بے شک آپ کا رب بعد اس (توبہ) کے یقیناً بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے ○

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو توبہ کی ترغیب اور انابت کی طرف دعوت ہے۔ اس لئے آگاہ فرمایا کہ

اگر کوئی شخص گناہ کے انجام سے لاعلمی کی بنا پر گناہ کر بیٹھتا ہے‘ خواہ یہ گناہ عمداً ہی کیوں نہ کیا ہو تو گناہ کے ارتکاب کے وقت اس کے قلب میں لازمی طور پر علم کم ہو جاتا ہے۔ جب وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے‘ یعنی ترک گناہ کے بعد گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے‘ اس پر رحم کرتا ہے‘ اس کی توبہ قبول کر کے اس کو اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے یا پہلے سے بھی بلند تر مقام عطا کرتا ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

بلاشبہ ابراہیم تھا ایک امت، فرماں بردار اللہ کا‘ حق کا پرستار، اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے ○

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا

شکر کرنے والا اللہ کی نعمتوں کا، چن لیا تھا اسے اللہ نے، اور اس نے ہدایت دی تھی اس کو طرف راہ راست کی ○ اور دی ہم نے اسے دنیا میں

حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ

نیکی (اچھائی)، اور بلاشبہ وہ آخرت میں یقیناً صالح لوگوں میں سے ہوگا ○ پھر وحی کی ہم نے آپ کی طرف یہ کہ

اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

پیروی کریں آپ ملت ابراہیم کی جو حق کا پرستار تھا، اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے ○

اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ اس نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت بخشی اور انہیں فضائل عالیہ اور مناقب کاملہ سے مختص کیا۔ فرمایا: ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً﴾ ”بے شک ابراہیم ایک امت تھے“ یعنی امام‘ بھلائی کے خصائل کے جامع‘ ہدایت یافتہ اور راہنما تھے۔ ﴿قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ ”اللہ کے فرماں بردار“ اپنے رب کے دائمی مطیع اور اس کے لئے دین کو خالص کرنے والے۔ ﴿حَنِيْفًا﴾ ”سب سے ایک طرف ہو کر“ یعنی محبت‘ انابت اور عبودیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والے اور ماسوا سے منہ موڑنے والے: ﴿وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ”اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے“ اپنے قول و عمل اور اپنے تمام احوال میں مشرکین میں سے نہ تھے کیونکہ وہ یکسو موحدین کے امام تھے۔ ﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ﴾ ”اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے والے“ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں بھلائی عطا کی‘ ان کو ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا اور انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ان تمام اچھی خصلتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ﴿اِجْتَبٰىهُ﴾ ”ان (ابراہیم علیہ السلام) کے رب نے ان کو چن لیا“ انہیں اپنا خلیل بنایا اور انہیں اپنی مخلوق میں سے چنے ہوئے مقرب بندوں میں شامل کیا۔ ﴿وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ”اور انہیں (اپنے علم و عمل میں) صراط مستقیم پر گامزن کیا“ یعنی انہوں نے حق کو جان لیا اور اسے دیگر ہر چیز پر ترجیح دی۔ ﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ ”اور دی ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی“ یعنی ہم نے انہیں دنیا میں کشادہ رزق‘ خوبصورت و نیک سیرت بیوی‘ نیک اولاد اور اچھے اخلاق و عادات سے

نوازا ﴿ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ ”اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہیں“ یعنی وہ لوگ جنہیں عالی قدر منزلت اور اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم حاصل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الوریٰ اور کامل ترین ہستی' نبی مصطفیٰ ﷺ کی طرف وحی کی کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی اتباع کریں' آپ اور آپ کی امت ان کی پیروی کریں۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

یقیناً بنایا گیا تھا ہفتے کا دن (قابل تعظیم) صرف ان لوگوں پر جنھوں نے اختلاف کیا تھا اس میں، اور بے شک آپ کا رب البتہ فیصلہ کرے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

درمیان ان کے دن قیامت کے، اس چیز کی بابت کہ تھے وہ اس میں اختلاف کرتے ○

﴿ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ ﴾ ہفتے کا دن فرض کیا گیا ﴿ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾ ”صرف انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے“ یعنی جب وہ جمعہ کے دن کے بارے میں بھٹک گئے...... مراد یہود ہیں...... ان کا اختلاف اس بات کا سبب بنا کہ اللہ ہفتے کے دن کا احترام اور تعظیم ان پر واجب کر دے ورنہ حقیقی فضیلت تو جمعہ کے دن ہی کو حاصل ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس امت کی راہنمائی فرمائی۔ ﴿ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴾ ”بے شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے“ پس اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے سامنے حق پسند اور باطل پسند کے درمیان فرق واضح کر دے گا اور ظاہر کر دے گا کہ ثواب کا مستحق کون ہے اور عذاب کا مستحق کون ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

(اے پیغمبر!) بلایئے (لوگوں کو) طرف راستے کی اپنے رب کے ساتھ حکمت اور اچھی نصیحت کے، اور بحث کیجئے ان سے ساتھ اس طریقے کے

هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

کہ وہ بہت اچھا ہو، بلاشبہ آپ کا رب، وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے،

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو ○

یعنی تمام مخلوق کو' خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر' آپ کی اپنے رب کے سیدھے راستے کی طرف دعوت' علم نافع اور عمل صالح پر مشتمل ہونی چاہیے ﴿ بِالْحِكْمَةِ ﴾ ”حکمت کے ساتھ“ یعنی ہر ایک کو اس کے حال' اس کی فہم اور اس کے اندر قبولیت اور اطاعت کے مادے کے مطابق دعوت دیجئے۔ حکمت یہ ہے کہ جہل کی بجائے علم کے ذریعے سے دعوت دی جائے اور اس چیز سے ابتدا کی جائے جو سب سے زیادہ اہم' عقل اور فہم کے سب سے زیادہ

قریب ہو اور ایسے نرم طریقے سے دعوت دی جائے کہ اسے کامل طور پر قبول کر لیا جائے۔ اگر حکمت کے ساتھ دی گئی دعوت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو ٹھیک ورنہ اچھی نصیحت کے ذریعے سے دعوت کی طرف منتقل ہو جائے اور اس سے مراد امر و نہی ہے جو ترغیب و ترہیب سے مقرون ہو...... یا تو ان متعدد مصالح کا ذکر کرے جن پر اوامر مشتمل ہیں اور ان متعدد مضرتوں کو بیان کرے جو نواہی میں پنہاں ہیں' یا ان لوگوں کی اللہ کے ہاں تکریم کو بیان کرے جنہوں نے اللہ کے دین کو قائم کیا اور ان لوگوں کی اہانت کا تذکرہ کرے جنہوں نے اللہ کے دین کو قائم نہیں کیا' یا اس دنیاوی اور اخروی ثواب کا ذکر کرے جو اس نے اپنے اطاعت کیش بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے اور اس دنیاوی اور اخروی عذاب کا ذکر کرے جو اس نے نافرمانوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔

اگر وہ شخص جس کو دعوت دی گئی ہے' یہ سمجھتا ہے کہ اس کا موقف برحق ہے یا داعی باطل کی طرف دعوت دینے والا ہے تو اس کے ساتھ احسن طریقے سے بحث کی جائے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جو عقلاً اور نقلاً دعوت کی قبولیت کا زیادہ موجب ہے' مثلاً اس شخص سے ایسے دلائل کے ساتھ بحث کی جائے جن کو وہ خود تسلیم کرتا ہو یہ حصول مقصد کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ یہ بحث جھگڑے اور گالی گلوچ تک نہ پہنچے ورنہ مقصد فوت ہو جائے گا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بحث کا مقصد تو لوگوں کی حق کی طرف راہنمائی کرنا ہے نہ کہ بحث میں جیتنا وغیرہ۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ ''آپ کا رب ہی بہتر جانتا ہے اس کو جو بھٹک گیا اس کے راستے سے'' یعنی آپ کا رب اس سبب کو زیادہ جانتا ہے جس نے اسے گمراہی میں مبتلا کیا ہے اور وہ اس کے ان اعمال کو بھی جانتا ہے جو اس کی گمراہی پر مترتب ہوئے ہیں وہ عنقریب ان کو ان اعمال کی جزا دے گا۔ ﴿وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''اور وہ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔'' پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت سے نوازا' پھر ان پر احسان کرتے ہوئے انہیں چن لیا۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ

اور اگر بدلہ لو تم تو بدلہ لو برابر اس (تکلیف) کے جو ایذاء دیئے گئے ہو تم ساتھ اس کے، اور البتہ اگر صبر کرو تم تو وہ (صبر) بہت

خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے ○ اور آپ صبر کیجئے اور نہیں ہے صبر کرنا آپ کا مگر اللہ (کی توفیق) سے ہی،

وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

اور نہ غم کریں آپ ان پر اور نہ ہوں آپ تنگی میں اس سے جو وہ سازشیں کرتے ہیں ○ بلاشبہ اللہ ساتھ ہے ان لوگوں کے

اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾ ع ١٦ ٩ ٢٢

جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور ان لوگوں کے کہ وہ نیکی کرنے والے ہیں ○

اللہ تبارک وتعالیٰ عدل کو مباح کرتے اور فضل واحسان کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ﴾ ''اور اگر تم بدلہ لو'' اگر تم اس شخص کا مواخذہ کرنا چاہو جس نے تمہیں قول وفعل کے ذریعے سے برے سلوک کا نشانہ بنایا ہے ﴿فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ﴾ ''تو بدلہ لو اسی قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی'' یعنی تمہارے ساتھ جو معاملہ کیا گیا ہے بدلہ لیتے وقت تمہاری طرف سے اس میں زیادتی نہ ہو۔ ﴿وَلَئِن صَبَرْتُمْ﴾ ''اور اگر تم صبر کرلو'' یعنی بدلہ نہ لو اور ان کا جرم معاف کردو تو ﴿لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾ ''وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔'' یعنی یہ بدلہ لینے سے بہتر ہے اور جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/ ۴۰) ''جو معاف کر کے معاملے کی اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔'' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت پر صبر کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور نفس پر بھروسہ نہ کریں چنانچہ فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ ''اور صبر کیجئے اور آپ کے لئے صبر ممکن نہیں، مگر اللہ ہی کی مدد سے'' وہی صبر پر آپ کی مدد کرتا ہے اور آپ کو ثابت قدم رکھتا ہے ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور ان کے بارے میں غم نہ کرو۔'' یعنی جب آپ ان کو دین کی دعوت دیں اور دیکھیں کہ وہ اس دعوت کو قبول نہیں کر رہے تو غمزدہ نہ ہوں کیونکہ حزن وغم آپ کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ ﴿وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ﴾ ''اور تنگ دل نہ ہوں۔'' یعنی آپ کسی سختی اور حرج میں نہ پڑیں۔ ﴿مِّمَّا يَمْكُرُونَ﴾ ''ان کی چالوں سے'' کیونکہ ان کے مکروفریب کا وبال انہی پر لوٹے گا اور آپ تو پرہیزگاروں اور نیکوکاروں میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی معونت، توفیق اور تسدید کے ذریعے سے پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کفر اور معاصی سے اجتناب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں مقام احسان پر فائز ہیں یعنی وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں گویا وہ اسے دیکھ رہے ہیں اگر ان پر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو انہیں یہ یقین حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ تو انہیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان یہ ہے کہ اسے ہر لحاظ سے فائدہ پہنچایا جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں پرہیزگاروں اور احسان کرنے والوں میں شامل کرے۔